خطبہ نمبر

قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

سوموار 09 مئی 2022ء | 08شوال 1443 ہجری قمری | 09 ہجرت 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:110

فرمانِ رسول ﷺ

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے قرآن کی تلاوت سناؤ۔ میں نے عرض کیا: میں آپ کو کیسے قرآن سناؤں، حالانکہ آپ پر تو قرآن کریم نازل ہوا ہے۔ آپ ﷺ فرمانے لگے: میرا جی چاہتا ہے کہ میں دوسرے سے تلاوت سنوں۔ سو میں نے سورۃ النساء کی تلاوت شروع کی، حتی کہ جب میں اس آیت پر پہنچا: فَكَيۡفَ اِذَا جِئۡنَا مِنۡ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيۡدٍ وَّجِئۡنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيۡدًا (النساء: 42) پس کیا حال ہو گا جب ہم ہر ایک امت میں سے ایک گواہ لے کر آئیں گے، اور پھر آپ ﷺ کو ان تمام لوگوں پر گواہ بنائیں گے۔ تو آپ کہنے لگے: بس بس، رک جاؤ۔ میں نے دیکھا، آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔

(بخاری کتاب فضائل القرآن باب البکاء عند قراءۃ القرآن)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

اچھی تلاوت کو پسند فرمانا

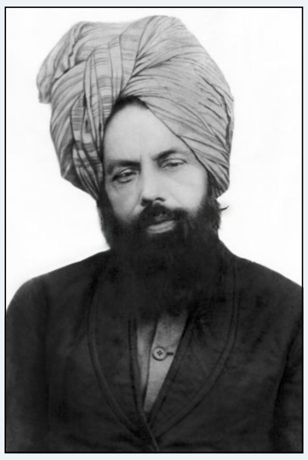

ایڈیٹر بدر تحریر کرتے ہیں کہ:۔

صبح کو حضرت (مسیح موعودؑ) سیر کے واسطے تشریف لے گئے۔ خدام ساتھ تھے۔ حافظ محبوب الرحمٰن صاحب جو کہ اخویم منشی حبیب الرحمٰن صاحب رئیس حاجی پورہ اور بھائی جان منشی ظفر احمد صاحب کے عزیزوں میں سے ہیں ساتھ تھے۔حضرت نے حافظ صاحب کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ:۔

یہ قرآن شریف اچھا پڑھتے ہیں اور میں نے اسی واسطے ان کو یہاں رکھ لیا ہے کہ ہر روز اُن سے قرآن شریف سُنا کریں گے۔ مجھے بہت شوق ہے کہ کوئی شخص عمدہ، صحیح،خوش الحانی سے قرآن شریف پڑھنے والا ہو تو اس سے سُنا کروں۔

پھر حافظ صاحب موصوف کو مخاطب کرکے حضرت نے فرمایا کہ:۔

آج آپ سیر میں کچھ سنائیں۔

چنانچہ تھوڑی دور جاکر آپ نہایت سادگی کے ساتھ ایک کھیت کے کنارے زمین پر بیٹھ گئے اور تمام خدام بھی زمین پر بیٹھ گئے اور حافظ صاحب نے نہایت خوش الحانی سے سورہ دہر پڑھی جس کے بعد آپ سیر کے واسطے آگے تشریف لے گئے۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 197 ایڈیشن 1988ء)

قرآن شریف کو بھی خوش الحانی سے پڑھنا چاہیے۔ بلکہ اس قدر تاکید ہے کہ جو شخص قرآن شریف کو خوش الحانی سے نہیں پڑھتا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اور خود اس میں ایک اثر ہے۔عمدہ تقریر خوش الحانی سے کی جائے تو اس کا بھی اثر ہوتا ہے۔ وہی تقریر ژولیدہ زبانی سے کی جائے تو اس میں کوئی اثر نہیں ہوتا۔جس شئے میں خدا تعالیٰ نے تاثیر رکھی ہے اس کو اسلام کی طرف کھینچنے کا آلہ بنایا جائے تو اس میں کیا حرج ہے۔حضرت داؤد کی زبور گیتوں میں تھی جس کے متعلق کہا گیا ہے کہ جب حضرت داؤد خدا تعالیٰ کی مناجات کرتے تھے تو پہاڑ بھی ان کے ساتھ روتے تھے اور پرندے بھی تسبیح کرتے تھے۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 524 ایڈیشن 1988ء)

ارشادِ باری تعالیٰ

وَاِذَا سَمِعُوۡا مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَى الرَّسُوۡلِ تَرٰۤى اَعۡيُنَهُمۡ تَفِيۡضُ مِنَ الدَّمۡعِ مِمَّا عَرَفُوۡا مِنَ الۡحَـقِّ‌ ۚ يَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاكۡتُبۡنَا مَعَ الشّٰهِدِيۡنَ ﴿۸۴﴾

(المائدہ: 84)

ترجمہ: اور جب وہ اسے سنتے ہیں جو اس رسول کی طرف اتارا گیا تو تو دیکھے گا کہ ان کی آنکھیں آنسو بہانے لگتی ہیں اس کی وجہ سے جو انہوں نے حق کو پہچان لیا۔ وہ کہتے ہیں اے ہمارے رب! ہم ایمان لائے پس ہمیں گواہی دینے والوں میں تحریر کر لے۔

فرمان خلیفہ وقت

بچوں کو بھی قرآن کریم پڑھنے کی عادت ڈالیں اور خود بھی پڑھیں۔ ہر گھر سے تلاوت کی آواز آنی چاہئے۔ پھر ترجمہ پڑھنے کی کوشش بھی کریں۔ اور سب ذیلی تنظیموں کو اس سلسلے میں کوشش کرنی چاہئے، خاص طور پر انصار اللہ کو کیونکہ میرے خیال میں خلافت ثالثہ کے دور میں ان کے ذمے یہ کام لگایا گیا تھا۔ اسی لئے ان کے ہاں ایک قیادت بھی اس کے لئے ہے جو تعلیم القرآن کہلاتی ہے۔ اگر انصار پوری توجہ دیں تو ہر گھر میں باقاعدہ قرآن کریم پڑھنے اور اس کو سمجھنے کی کلاسیں لگ سکتی ہیں۔ ایک روایت میں آتا ہے، حضرت ابوموسیٰؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مومن قرآن کریم پڑھتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے اس کی مثال ایک ایسے پھل کی طرح ہے جس کا مزہ بھی عمدہ اور خوشبو بھی عمدہ ہوتی ہے۔ اور وہ مومن جو قرآن نہیں پڑھتا مگر اس پر عمل کرتا ہے اس کی مثال اس کھجور کی طرح ہے کہ اس کا مزہ تو عمدہ ہے مگر اس کی خوشبو کوئی نہیں۔ اور ایسے منافق کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے اس خوشبودار پودے کی طرح ہے جس کی خوشبو تو عمدہ ہے مگر مزا کڑوا ہے۔ اور ایسے منافق کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا ایسے کڑوے پھل کی طرح ہے جس کا مزا بھی کڑوا ہے جس کی خوشبو بھی کڑوی ہے۔

(بخاری کتاب فضائل القرآن باب اثم من رأی بقراۃ القرآن او تأکل بہ، او فجر بہ)

اس حدیث سے قرآن کریم کی مزید وضاحت یہ ہوتی ہے کہ نہ صرف تلاوت ضروری ہے بلکہ اس کو سمجھ کر اس پر عمل کرنا بھی ضروری ہے۔ جو قرآن کریم پڑھتے بھی ہیں اور اس پر غور بھی کرتے ہیں اور اس پر عمل بھی کرتے ہیں وہ ایسے خوشبودار پھل کی طرح ہیں جس کا مزا بھی اچھا ہے اور جس کی خوشبو بھی اچھی ہے۔ کیسی خوبصورت مثال ہے۔ کہ ایسا پھل جس کا مزا بھی اچھا ہے جب

بقیہ صفحہ 12 پر

اس شمارہ میں

- حُبُّ الۡوَطَنِ مِنَ الۡاِیۡمَانِ (منظوم)
- روزنامہ الفضل آن لائن کی تیاری کے انتھک مراحل
- خلاصہ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
- خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
- جناب پوپ فرانسس کا دورہ مالٹا
- لٹویا میں جلسہ یوم مصلح موعودؓ

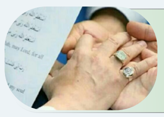

دربارِ خلافت

حکمت لفظ کی لطیف تشریح

جرمنی ناصرات کی ایک بچی نے سوال کیا کہ حضور! میرا سوال یہ ہے کہ کیا ان شاء اللہ تعالیٰ جماعت کی کتب نابینا لوگوں کے لئے Braille (برائیل) زبان میں مہیا ہوں گی؟

حضور اقدس نے فرمایا کہ ’’ہاں ان شاء اللہ وقت گزرے گا جس جس طرح جماعت ترقی کر رہی ہے یہ بھی مہیا ہو جائیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ‘‘ پھر حضور نے بچی سے پوچھا کہ ’’تمہیں قرآنِ کریم پڑھنا آتا ہے؟‘‘ بچی نے جواب دیا کہ جی آتا ہے میں تو نارمل ہی پڑھتی ہوں اور میں قرآنِ کریم کو حفظ بھی کر رہی ہوں۔ حضور نے فرمایا ’’اچھا ماشاء اللہ، تم نے کاغذ رکھا ہوا ہے کیا تمہیں نظر آتا ہے؟‘‘ بچی نے جواب دیا کہ جی حضور! میں تو آئی پیڈ سے پڑھتی ہوں۔ حضور نے فرمایا ’’اچھا، ٹھیک ہے۔ مہیا ہوں گی ان شاء اللہ تعالیٰ وقت آئے گا تو۔ ابھی تو پرنٹ میں بھی پوری طرح نہیں آئیں، ان شاء اللہ کوشش کریں گے۔‘‘

جرمنی ناصرات سے ایک بچی نے سوال کیا کہ حضور! انسان ہر کام حکمت سے کرنے کے لئے حکمت کیسے سیکھ سکتا ہے؟

جواب: حضورِ انور نے پوچھا کہ ’’حکمت کیا چیز ہے؟ حکمت ہوتا ہے ’’عقل‘‘۔ اپنی عقل کو استعمال کرو۔ عقل بڑھتی ہے علم حاصل کرنے سے بھی، علم حاصل کرو، اور جب علم حاصل کرو گے تو اس بات میں تمہارے اندر زیادہ سمجھ کی صلاحیت پیدا ہو گی اور جب سمجھنے کی صلاحیت زیادہ پیدا ہو جاتی ہے کسی چیز کو تو پھر اس کا جواب بھی حکمت سے دینے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی لئے حکمت یہ ہے کہ ماحول کے مطابق عقل سے جواب دینا۔ ایک سوال ہے کوئی کر رہا ہو تمہارے سے اس کا جواب اگر تم سختی سے دو اور سخت لہجے میں دو اور وہ ناراض ہو جائے اور تمہارے سے لڑائی کرنے لگ جائے تو وہ حکمت نہیں ہے۔ لیکن وہی جواب اگر تم نرمی سے دو پیار سے اور سمجھا کے دو تو وہ حکمت ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے جو ہمیں عقل دی ہوئی ہے اس سے فیصلہ کرنا چاہئے کہ میں نے اس کا جواب کس طرح دینا ہے؟ اور وہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب تمہارا علم بھی اچھا ہو۔ اگر تم زبردستی کسی کو کہو کہ دیکھو تم پردہ نہیں کرتی، اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل نہیں کرتی تو اللہ تعالیٰ تمہیں سزا دے گا اور تمہیں جہنم میں ڈالے گا۔ تو اس کو غصہ آ جائے گا کہ تم کون ہوتی ہو مجھے سزا کا کہنے والی؟ اللہ نے فیصلہ کرنا ہے۔ میرا معاملہ اللہ کے ساتھ ہے۔ اگر تم یہی بات کسی کو پیار سے کہو کہ میں تو پردہ اسی لئے کرتی ہوں، میں تو حجاب اس لئے لیتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اس پر عمل کرو۔ میں تو اپنی دین کی تعلیم کرنے کے لئے کرتی ہوں۔ تو یہ حکمت سے سمجھا بھی دیا اسے اور لڑائی بھی نہیں ہوئی۔ حکمت کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ عقل استعمال کرتے ہوئے کسی بات کا جواب دینا۔ جس سے نتیجہ بہتر نکلے لیکن حکمت کا یہ مطلب نہیں ہے ڈر جانا۔ اگر کوئی تمہیں کہے کہ تم احمدی ہو اور تم کہو کہ نہیں، حکمت کا تقاضہ یہ تھا کہ وہاں لوگ میرا مذاق اڑائیں گے تو میں کہہ دوں، میں احمدی نہیں ہوں۔ یہ نہیں حکمت۔ کہو ہاں! اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجھے اللہ میاں نے توفیق دی ہے کہ میں نے زمانے کے امام کو مان لیا ہے آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق۔ تو یہ جواب ہے کہ حکمت کا مطلب خوف بھی نہیں ہے۔ حکمت کا مطلب یہ ہے کہ عقل سے ایک ایسا جواب دینا جس کا برا نتیجہ نہ نکلے۔

لیکن جہاں ایمان کا سوال آتا ہے وہاں ایمان کو نہیں چھپانا۔ وہاں ڈر کے مارے خوفزدہ ہو کے یہ نہیں کہنا کہ حکمت تھی، میں نے ڈر کے مارے کہہ دیا کہ میں احمدی نہیں ہوں۔ یا نماز کا وقت آ گیا تو کہہ دیا کہ کوئی بات نہیں ہم نہیں پڑھتے نماز، ایسی باتیں نہیں ہیں۔ جہاں دین کا معاملہ ہے وہاں غیرت دکھانی ہے۔ جہاں کسی بات کو کرنے کا معاملہ ہے، دوسرے کو سمجھانے کا معاملہ ہے، وہاں حکمت سے بات کرنی ہے۔

(This Week with Huzoor مؤرخہ 25/ فروری 2022ء مطبوعہ الفضل آن لائن 19/ مارچ 2022ء)

حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِیْمَانِ

(وطن سے محبت ایمان کا حصّہ ہے)

مری دھرتی، مرا ایمان، پاکستان پاکستان
ہے میرا دل، ہے میری جان، پاکستان پاکستان

اندھیری رات میں روشن، ستارہ تیرا ہر پل ہو
تُو صبحِ نو کا ہے اعلان، پاکستان پاکستان

تُو اُبھرے دنیا کے نقشے پہ بن کے امن کا داعی
بڑھائے اللہ تیری شان، پاکستان پاکستان

محبت کی لڑی میں سب کو رکھے گا پرو کر یہ
مرا جذبہ، مرا وجدان، پاکستان پاکستان

سدا اونچی رہے پرواز تیری اے وطن میرے
ہے عظمت تیری عالی شان، پاکستان پاکستان

نہ کوئی سندھی، پنجابی، بلوچی ہے، نہ ہی پختون
ہیں ہم سب ایک دل اک جان، پاکستان پاکستان

محبت کے دیے بشریٰ! سدا روشن رکھیں گے ہم
ہمارا ہے یہی ایمان، پاکستان پاکستان

بشریٰ سعید عاطف۔ مالٹا

اداریہ

روزنامہ الفضل آن لائن کی تیاری کے انتھک مراحل اور مضمون نگاروں کا مطالبہ ’’میرا مضمون کب شائع ہو گا؟‘‘

جماعت احمدیہ کا موٴقر اخبار روزنامہ الفضل آن لائن، بفضل اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ انٹرنیٹ پر آن لائن ہونے کے صرف اڑھائی سال کے قلیل عرصہ میں ایک عالمی حیثیت اختیار کر چکا ہے اور اکناف عالم میں لاکھوں کی تعداد میں روزانہ دیکھا اور پڑھا جاتا ہے بلکہ ہزاروں کی تعداد میں اس کے ساتھ محبّت کرنے والے ایسے ہیں جو روزانہ اپنے اپنے گھروں میں اس کے نئے پرچہ کی آمد کا انتظار کرتے ہیں۔

جب یہ پاکستان سے پرنٹ ہوتا تھا تو ہاکر کے ذریعہ گھروں میں اس کی آمد کا انتظار رہتا تھا اور گھر کے مکینوں میں اس روحانی مائدہ کے حصول کے لیے ایک دوڑ لگی رہتی تھی گویا اس کو پہلے پڑھنے کے لئے چھینا جھپٹی شروع ہو جاتی تھی۔ آج یہ اخبار گھروں میں موجود تمام فیملی ممبرز کے gadgets میں بیک وقت موجود ہوتا ہے اور اس سے پیار کرنے والے اس کو کھول کر آن لائن پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ اور اب کینیڈا، آسٹریلیا اور دنیا کے بعض دیگر علاقوں میں احمدی احباب بالخصوص خواتین اپنے گھروں کے کام کاج کو جلدی جلدی مکمل کر کے اپنے اپنے Gadgets کے سامنے بیٹھ جاتی ہیں اور ایک ہی گھر کے تمام مکینوں میں دوڑ لگی نظر آتی ہے جب کہ ایک ہی گھر میں، ایک ہی کمرے میں، ایک ہی دالان اور ایک ہی باغیچہ میں الفضل کے مختلف محبّ اپنے پیارے اخبار کی تلاش میں سرگرداں پھرتے نظر آتے ہیں اور ایک دوسرے سے پہلے پڑھنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں اور بعض منتخب حصے پڑھ کر ایک دوسرے کو سناتے ہیں۔

پھر اسی پر بس نہیں بلکہ پڑھ لینے کے بعد مکمل اخبار یا قاری کے پسندیدہ حصے اپنی اپنی خوشبو لئے چند لمحوں میں پوری دنیا میں پھیل جاتے ہیں۔ کبھی وہ وَٹس ایپ کے گروپس میں گردش کرتے دکھائی دیتے ہیں تو کبھی سگنل پر اور دیگر میڈیمز پر نظر آتے ہیں۔ ویب سائٹ اور ای میلز اس کے علاوہ ہیں۔ روزانہ کا شمارہ فیس بک، انسٹا گرام، ٹوئٹر اور مختلف ذرائع ابلاغ پر بھی نہ صرف دیکھنے کو ملتا ہے بلکہ اس کی پسندیدگی کے جملے اور مضامین و آرٹیکلز پر آراء بھی شئیر (share) ہو رہی ہوتی ہیں۔ اسی پر بس نہیں بلکہ ہزاروں کی تعداد میں محبین الفضل جن کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے دنیا کی مختلف زبانوں کے علم سے فیض یاب کر رکھا ہے وہ الفضل کے بعض حصوں کو دنیا بھر کی زبانوں میں ترجمہ کر کے ان ذرائع ابلاغ کے ذریعہ الفضل کو شئیر کر رہے ہوتے ہیں۔

تا کہ مختلف زبانیں بولنے والے احمدی احباب و خواتین اس روحانی نہر سے پیاس بجھا کر استفادہ کر سکیں۔ حتّٰی کہ بعض اس کے پہلے صفحہ کو گھروں، مجلسوں اور مساجد میں نمازوں کے بعد درسوں میں پیش کرتے ہیں۔ فَجَزَاھُمُ اللّٰہُ اَحۡسَنَ الۡجَزَآء

نچوڑ / نتیجہ

اوپر بیان شدہ روزنامہ الفضل کے ساتھ اس کے پیار کرنے والے احمدیوں کی محبت و الفت سے بھرے ہوئے تعلق کا یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ دنیا بھر سے قارئین کرام الفضل کو پڑھ کر ایک طرف نئے نئے مضامین و آرٹیکلز لکھ کر ادارہ ہٰذا کے ساتھ معاونت کرتے ہیں اور روزانہ ہی بیسیوں کی تعداد میں مضامین آ رہے ہوتے ہیں۔ اُدھر الفضل میں شائع ہونے والی قارئین کی آراء و تبصروں کو پڑھ کر اپنی اپنی رائے کا اظہار کرنے میں مشغول نظر آتے ہیں۔ اس لیے اب الفضل آن لائن کی آمدہ ڈاک میں خاطر خواہ اضافہ کی وجہ سے اس کی دفتری فائلوں میں آرٹیکلز، مضامین، خطوط، تبصرے اور اعلانات کی بھر مار رہنے لگی ہے۔ ادارہ کی پوری کوشش رہی ہے کہ تمام مضمون نگاروں، آرٹیکل رائٹرز، مکتوب نویسوں، اعلانات لکھنے والوں اور تبصرہ کرنے والوں کو ان کی ارسال کردہ نگارش کی اہمیت اور اس کی آمد کی تاریخ کو مدنظر رکھتے ہوئے حصّہ رسدی کے مطابق ان کو پسندیدہ جریدہ میں جگہ ملے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے ادارہ، مصنفین و محققین کی طرف سے آنے والی خوبصورت کاوشوں کے فلَو (flow) میں بے پناہ اضافہ کے باوجود اب تک اسی اصول پر عمل پیرا ہے۔

اخبار کی تیاری

بعض مضمون نگار اپنی تحریر بھجواتے ہی اگلے لمحہ یہ پوچھنا شروع کر دیتے ہیں کہ ان کا مضمون کب شائع ہو گا؟ خاکسار سمیت روزنامہ الفضل کی تمام انتظامیہ ان کی بھجوائی گئی اعلیٰ تحریرات کی قدر کرتی ہے۔ اس موقع پر مناسب ہوگا کہ اخبار کی تیاری کے کچھ اہم امور اور ضروری مراحل ان کے گوش گزار کئے جائیں۔ ایسے مضمون لکھنے والے جن کا مضمون ادارہ کی ٹیبل پر پہنچنے سے پہلے ہی یہ مطالبہ ہوتا ہے کہ ہمیں بتایا جائے کہ ہمارا مضمون کب شائع ہو گا؟ ان سے خاکسار کی یہ موٴدبانہ درخواست ہے کہ وہ اپنے ذہن میں یہ بٹھا لیں کہ مختلف مضامین و تحریرات کا انتخاب اور ان کی نوک پلک کو سنوار کر اس قابل بنانا کہ وہ روزنامہ الفضل کے معیار پر پورا اتریں کوئی آسان کام نہیں ہے، دوسرے لفظوں میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ اخبار کی تیاری بڑا مشکل مرحلہ ہوتا ہے۔ ان مراحل پر خاکسار ایک طائرانہ نظر ڈال کر محترم قارئین کو بتانے کی کوشش کرتا ہے۔

1: سب سے اول تو اسلام نے دعا کا ہتھیار ہمیں سکھایا ہے۔ اخبار کی تیاری میں اس کا سہارا لیا جاتا ہے بالخصوص حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دُعا رَبِّ اشۡرَحۡ لِیۡ صَدۡرِیۡ ﴿۲۶﴾ وَیَسِّرۡ لِیۡۤ اَمۡرِیۡ ﴿۲۷﴾ (طٰہٰ:26-27) کا وِرد زبان پر جاری رہتا ہے۔ خاص طور پر یَفۡقَھُوۡا قَوۡلِیۡ کو مدنظر رکھ کر یہ دُعا ہماری زبانوں پہ ہوتی ہے کہ الفضل کے قاری ان مضامین کو سمجھنے والے ہوں اور جس شمارہ پر تیاری شروع ہونے لگی ہے اس کا آخری نتیجہ اس آیت کے اگلے حصہ کے مطابق یہ نکلے کہ کَیۡ نُسَبِّحَکَ کَثِیۡرًا۔ وَّنَذۡکُرَکَ کَثِیۡرًا (طٰہٰ:34-35) کہ الفضل کے ذریعہ جب فضل خداوندی کا پھیلاؤ ہو تو ہم کثرت سے تیری تسبیح کریں اور تجھے بہت یاد کریں۔

2: دوسرے نمبر پر تاریخ، دن، ہفتہ اور مہینہ دیکھنا پڑتا ہے کہ اسلامی و جماعتی تاریخ کے اعتبار سے کوئی اہم دن یا کوئی اہم واقعہ تو رونما نہیں ہوا۔ یا کوئی عالمی دن تو نہیں یا کسی جگہ کوئی عالمی کنونشن وغیرہ تو نہیں ہو رہا۔ اس مناسبت سے گودام کی فائلوں میں موجود آرٹیکلز کو دیکھا اور پرکھا جاتا ہے۔ اور پہلے صفحے کے حوالہ سے بھی کوشش ہوتی ہے کہ اسی مناسبت سے یہ صفحہ تیار ہو۔

3: تیسرے نمبر پر منتخب میٹریل کو اخبار کے معین صفحات کے مطابق ٹیمپلیٹ میں ڈال کر مضامین کو ترتیب دیا جاتا ہے کہ کون سا مضمون کہاں اور کس صفحہ پر آئے گا۔ اس کو ترتیب دیتے وقت مضامین کی اسلامی اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے نمبرنگ دی جاتی ہے۔

4: اس مرحلہ پر ہماری ٹیم میں موجود دو حفاظ کرام شمارہ میں تمام عربی حصوں بالخصوص قرآنی آیات کو چیک کرتے اور کوشش کرتے ہیں کہ ان کو ’’alislam.org‘‘ سے نورھدیٰ فونٹ میں مِن وعَن اٹھا لیں تا کہ قرآنی آیات کی کمپوزنگ اور ان کے اعراب میں ایک شوشے کی بھی غلطی کا امکان نہ ہو۔ یہ دونوں حفاظ کرام عربی حصوں کی درستی کے ساتھ ساتھ پورے اخبار پر سرسری نگاہ ڈال کر بعض امور کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔ فَجَزَاھُمُ اللّٰہُ اَحۡسَنَ الۡجَزَآء

5: پانچویں مرحلہ میں ٹیکنیکل ٹیم سے تمام مٹیریل، ورڈ فارمیٹ سے گرافکس پروگرام یعنی Indesign میں سیٹ ہو کر ایک شمارہ کی شکل پاتا ہے۔ اس مرحلہ میں کئی اور جزوی مراحل ہیں جن میں ڈیٹ لائن، صفحہ میں آنے والے چھوٹے بڑے مضامین کی سیٹنگ اور ان کو واضح کرنے اور دیدہ زیب بنانے کے لیے ڈیزائننگ، مضامین اور تحریرات کے بقیہ جات کو متعلقہ جگہ پر سیٹ کرنا اور ایک صفحہ کا دوسرے صفحہ کے ساتھ ربط کا خیال رکھنا وغیرہ۔

6۔ ان انتھک محنت والے کاموں کی تکمیل کے بعد بھی اخبار ابھی فائنل شکل میں نہیں آتا۔

یہاں تک ترتیب دیئے جانے کے بعد اخبار کو ہم ادارہ کی پروف کرنے والی ٹیم کے سپرد کر دیتے ہیں جو نہایت محنت شاقہ اور عرق ریزی سے جہاں ایک ایک سطر کی پروف ریڈنگ کرتی ہے وہاں حوالہ جات کی چیکنگ کے ساتھ ساتھ میٹریل پر بھی تنقیدی نگاہ ڈالتے ہیں کہ کیا اس شمارہ میں کوئی ایسا میٹریل تو نہیں جو جماعتی و اسلامی تعلیمات، روایات، تاریخ اور نظام سلسلہ کے قواعد کے منافی ہو؟

7: ساتویں مرحلہ میں پروف کرنے والی ٹیم کے کم از کم نو 9 مربیان کرام اور خاکسار کی طرف سے لگائی گئی غلطیوں کی نشان دہی کو ہمارے ایک مربی صاحب کمپیوٹر پر ایک ایک کر کے درست کرتے اور مکمل

شمارہ پر ایک طائرانہ نگاہ ڈال کر اور شمارہ کو فائنل نظر ثانی کے لئے خاکسار کو ریفر کرتے ہیں۔

8۔ خاکسار پہلے ہی تمام مراحل میں لگنے والی غلطیوں کی ساتھ ساتھ نگرانی کر کے ہر پروف ریڈر کی غلطیوں پر اپنا جائزہ تحریری طور پیش کر رہا ہوتا ہے۔ اس سے قبل خاکسار پورے شمارہ پر ایک ابتدائی نگاہ ڈال کر بعض اہم امور کی طرف توجہ دلا چکا ہوتا ہے کہ مبادہ کہیں ادارہ کی پالیسی کے خلاف کوئی بات نہ ہو یا Punctuation کے درست استعمال کی نشان دہی کرنا اور ادارہ کے وضع کردہ قواعد کے مطابق عبارت اور حوالہ جات کو ترتیب دینا شامل ہوتا ہے۔

اب کی بار پورے شمارہ پر بہت باریک بینی سے نگاہ ڈال کر ضروری امور پر مناسب ہدایات کے ساتھ ایک بار پھر غلطیاں درست کرنے کے لئے واپس جاتا ہے اور اپلوڈنگ کے لئے بھجوانے سے قبل آخری بار پھر بغور نظر ڈالی جاتی ہے۔

9۔ ہاں اس مرحلہ پر یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ گو اخبار میں جماعتی پروگرامز کو رپورٹ کرنے والے نمائندگان و دیگر کی طرف سے بھجوائی گئی فوٹوز و تصاویر ٹیکنیکل ٹیم کی طرف سے آغاز پر ہی کمپیوٹر پروگرام میں paste کر دی جاتی ہیں۔ تاہم اس آخری مرحلہ میں ایک بار ان کو بھی چیک کیا جاتا ہے۔ اور رپورٹر حضرات سے فونز پر رابطہ کر کے مزید اچھی تصاویر منگوانے میں متعلقہ شمارہ ایک دو روز مزید تاخیر کا شکار ہو جاتا ہے۔

10۔ گو اس مرحلہ پر تحریر کو مزید خوبصورت اور پرکشش بنانے اور اصلاح کے لئے مضمون نگاروں، شعراء سے فون پر رابطے بھی ہو رہے ہوتے ہیں۔ ان میں بعض مضامین ایسے بھی ہوتے ہیں جن کو خاکسار دنیا بھر میں پھیلی کمپوزنگ، ایڈیٹنگ اور پروف ریڈنگ کی آنریری ٹیم کے ممبران و ممبرات جن کے ذریعے غلطیاں لگ رہی ہوتی ہیں، نوک پلک درست ہو رہی ہوتی ہے۔ اس سارے Process میں ایک مضمون کی تیاری، اس کی ایڈیٹنگ اور اس کو قابل اشاعت بنانے میں کم از کم 20 سے 25دن لگ جاتے ہیں اس صورتحال میں بعض دوست فون پر فون، میسج پر میسج کر کے اپنے مضمون کی طباعت کے متعلق دریافت کر رہے ہوتے ہیں بلکہ بعض تو جن کی تعداد بہت کم ہے ادھر مضمون بھجوایا اور اگلے ہی لمحے میسج آجاتا ہے کہ میں نے مضمون بھجوایا ہے کب شائع ہو گا۔

خاکسار اس جگہ ایک اور اہم بات بتانا ضروری سمجھتا ہے کہ جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے روزنامہ الفضل کی مقبولیت میں روز افزوں اضافہ کے ساتھ ساتھ اس کی آمدہ ڈاک میں شائع کروانے والے مضامین کی بھی بھرمار ہو چکی ہے۔ اسی وجہ سے ہر آنے والا مضمون اپنی متعلقہ لائن میں لگ کر اپنی باری کا انتظار کرتا ہے۔

یہاں یہ بتانا ضروری ہے کہ یہ صرف ایک شمارے کی تیاری کے احوال درج ہوئے ہیں اور قریباً ہر ممبر کے gadget پر دو سے تین بلکہ بعض اوقات پانچ شماروں پر at a time کام ہو رہا ہوتا ہے۔ کیونکہ روزانہ کی بنیاد پر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی منشاء مبارک کے مطابق الفضل کو منظر عام پر لانا ادارہ کی اولین ذمہ داری ہے۔

11۔ ان مراحل میں سے ایک اہم مرحلہ منظوم کلام کی adjustment ہے۔ حضرت صاحب کی طرف سے نظموں کو چیک کرنے اور قابل اشاعت بنانے کی ذمہ داری ایک مربی صاحب جو شاعر بھی ہیں با حسن طریق نبھا رہے ہیں۔

ترسیل و اشاعت

12۔ بارہویں مرحلہ پر اس تمام تیار شدہ مسودہ کو اپلوڈ کروانا ہوتا ہے جس کو ہماری آئی ٹی ٹیم کے ممبران اپنی کمال مہارت سے بخوبی سرانجام دیتے ہیں۔ الحمد للہ

13۔ آئی ٹیم کے تحت چار خواتین پر مشتمل ایک پینل اپلوڈنگ کے بعد اشاعت و سرکولیشن کے تمام ذرائع کو بروئے کار لاتے ہوئے الفضل آن لائن کو ٹویٹر، انسٹاگرام وغیرہ پر پوسٹس کو شیئر کرتا ہے۔ آج کل یہ ٹیم فیس بک پر کام کر رہی ہے۔

14۔ الفضل ویسے تو لندن وقت کے مطابق رات 12 لانچ کر جاتا ہے اور دنیا بھر کے ہر فرد کی رسائی میں ہوتا ہے اسے اس لنک پر دیکھا جا سکتا ہے۔

www.alfazlonline.org

لیکن ادارہ کی طرف سے کینیا مشرقی افریقہ سے ہمارے ایک نمائندہ تازہ اخبار کے ہر آرٹیکل کی تفصیلی پوسٹ بہت اچھے طریق پر تیار کر کے بھجواتے ہیں۔ ادھر ایک اور دوست الفضل کی مجموعی طور پر اور بعض اہم آرٹیکلز کی PDF تیار کر کے بھجواتے ہیں۔ ہر دو پوسٹس کو ادارہ کے پلیٹ فارم سے نمائندگان کے توسط سے دنیا بھر میں wildly شیئر کر دیا جاتا ہے۔

پس میں اپنے پیارے قارئین کو یہ امر باور کرانے کی کوشش کر رہا ہوں کہ آپ کی بھیجی ہوئی کوئی تحریر ضائع نہیں جاتی اسے قابل اشاعت بنانے اور پھر اپنی جگہ بنانے کے لئے 30دن درکار ہوتے ہیں۔ جزاکم اللہ

ایک مثال

مجھے اس سارے Process پر ایک بہت ہی پیاری مثال یاد آرہی ہے۔ ہمارے گھروں میں ہماری مائیں، بہنیں، بیویاں اور بھابیاں مہمان کی آمد پر کھانے کی Tray تیار کرتی تھیں اور آج کے دور میں عام حالات میں بھی ڈائننگ ٹیبل پر کھانا چُنا جاتا ہے۔ خواہ مہمان نہ بھی آیا ہو اور گھر کی خواتین یا ایشین و افریقن معاشرے میں گھروں میں کام کرنے والے ملازمین ڈائننگ ٹیبل پر کھانا چُنتے ہیں۔ تو وہ بہتر جانتے ہیں کہ چٹنی کی پیالی کہاں رکھنی ہے، سلاد کس طرف آئے گا اور دیگر ڈشیں کہاں کہاں آئیں گی۔ مرد حضرات، عورتوں کی دی ہوئی ترتیب پر کم ہی دخل اندازی کرتے ہیں۔ بلکہ بعض سمجھ دار اور سگھڑ خواتین کی زبان سے یہ بھی سننے کو ملتا ہے کہ آج کے مہمان پہلے ہمارے گھر آئے تھے تو میں نے یہ کھانے تیار کر کے فلاں برتن استعمال کئے تھے اور اب کی بار میں نے اور مختلف ڈشیں تیار کر کے اور رنگ و طرز کے برتن استعمال کرنے ہیں۔

یہی کیفیت اخبار میں ادارہ کے مدنظر ہوتی ہے۔ کہ کون سا مضمون کہاں رکھنا ہے اور فلاں آرٹیکل کو نئی سرخی لگا کر اور نیا لبادہ پہنا کر کہاں place کرنا ہے۔ جب کہ میں اوپر درج کر آیا ہوں کہ اخبار کی تیاری میں تاریخ، دن، ہفتہ اور مہینہ وغیرہ دیکھا جاتا ہے تو ہر مضمون کو دیکھتے، اس کو اشاعت کے قابل بناتے وقت ایڈیٹر فیصلہ کر رہا ہوتا ہے کہ فلاں مضمون کا تعلق بقرعید یا حج سے ہے۔ اس کو مقررہ دنوں کے فولڈر میں رکھوانا اور تسلی کر لینا الگ سے ایک کام ہے۔ اسی طرح کوئی مضمون سیرۃ النبی ﷺ سے متعلق ہے یا رمضان سے متعلق ہے یا عید الفطر، یوم مسیح موعودؑ، یوم خلافت، یوم مصلح موعودؓ سے متعلق ہے تو اس مہینہ کے فولڈر میں اس کو محفوظ کر لیا جاتا ہے۔ جو مضامین تاخیر سے ملتے ہیں ان کو آئندہ سال کے فولڈر بنا کر محفوظ کیا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ بعض مضامین میں رنگ بھر کر ان کی نوک پلک درست کر کے یا معمولی تبدیلی کر کے اس کو متعلقہ دنوں کے لئے اشاعت کے قابل بنایا جاتا ہے جیسا کہ ایک مضمون نگار نے امسال نئے سال کی آمد پر اس کی اہمیت و افادیت پر ایک مضمون ادارہ الفضل کو ارسال کیا جو فروری میں اس وقت ادارہ کو ملا جب اس مضمون کی افادیت گزر چکی تھی۔ مضمون اپنی ذات میں بہت اہم مواد پر مشتمل اور سبق دینے والا تھا۔ جسے خاکسار نے تھوڑا سا تبدیل کر کے رمضان کے آغاز پر یہ لکھ کر شائع کروایا کہ رمضان سے بھی ایک مومن کے سال کا آغاز ہو سکتا ہے کیونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اِذَا سَلِمَ رَمَضَانُ سَلِمَتِ السَّنَةُ کہ اگر رمضان سلامتی سے گزر گیا تو سمجھو آئندہ سال سلامتی سے گزرا۔

• ٹرے یا ڈائننگ ٹیبل پر چننے والی مثال کو اخبار کی تیاری سے مزید یوں بھی جوڑا جا سکتا ہے کہ پُرانے وقتوں میں جب مہمان کی آمد کی اطلاع ہوتی تو صبح سویرے بازار سے اشیائے خوردنی خرید کر لائی جاتی تھیں پھر گھر کی خواتین ان سے مہمانوں کی تواضع کے لئے ڈشیں تیار کرتی تھیں۔ اس میں ایک خاصا وقت اور پورے خاندان کے افراد کی محنت شامل ہو رہی ہوتی تھی۔ آج کل گھروں میں سہولتیں دستیاب ہونے کی وجہ سے اتنی محنت نہیں ہوتی اور تمام اشیاء ریفریجریٹرز میں موجود ہونے کی وجہ سے ڈشیں جلد تیار ہو جاتی ہیں۔ خواتین بعض ڈشیں رات کو ہی تیار کر دیتی ہیں اور بعض ہلکی آنچ پر تیار ہو رہی ہوتی ہیں اور بعض کو بگھار لگاتی ہیں۔ اسی طریق سے ملتا جلتا process اخبار کی تیاری میں بھی ہوتا ہے۔ جس کا آغاز تو مضمون نگاروں، تبصرہ نگاروں اور شعراء کی طرف سے ہی ہو جاتا ہے۔ جب وہ Raw Material کو اٹھا کر کے اپنے ہاں اس process سے گزر رہے ہوتے ہیں اور ادارہ کے پاس مضمون پہنچنے کے بعد ایک طویل Process کا آغاز ہو جاتا ہے اور ٹیم کے تمام ممبران نہایت مستعدی اور بھرپور محنت سے ایک لذیذ، خوش ذائقہ روحانی مائدہ قارئین کے لئے ایک ٹرے میں چُن کر پیش کرتے ہیں۔ ان میں بعض مضامین جو ہلکی آنچ پر تیار ہو رہے ہوتے ہیں، ان کو کبھی کینیڈا، کبھی جرمنی، کبھی ڈنمارک، کبھی ناروے، کبھی اسپین، کبھی یونان، کبھی لٹویا، کبھی کسی عرب ملک اور کبھی افریقن ممالک و دیگر جگہوں پر اس کی درستی اور نوک پلک درست ہونے کے لئے سیر کروائی جاتی ہے۔ بعض آرٹیکلز کو دنیا بھر میں پھیلے علماء حضرات، صاحب علم و ذوق اور ادیبوں سے رائے لینے کے لئے بھجوانا پڑتا ہے۔

بقیہ صفحہ 13 پر

خلاصہ خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 06؍ مئی 2022ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مرتدین سے جنگ کے لئے حضرت خالدؓ بن ولید کے واسطے جھنڈا باندھا تو فرمایا: مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ خالدؓ بن ولید اللہ کا بہت ہی اچھا بندہ ہے اور ہمارا بھائی ہے جو اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے جسے اللہ تعالیٰ نے کفار اور منافقین کے خلاف سونتا ہے

حضور انور ایدہ اللہ نے تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد ارشاد فرمایا۔حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بارہ میں گزشتہ خطبات میں جو ذکر ہوا تھا مہمات بھجوانے کا اُن کی کچھ تفصیل بیان کرتا ہوں تا کہ اُس وقت کے حالات کی شدت کا بھی کچھ اندازہ ہو۔

گیارہ بھجوائی گئی مہمات میں سے پہلی کی تفصیل

جو طُلَیحہ بن خُوَیلِد، مالک بن نُوَیرہ، سجاح بنت حارث اور مُسَیلمہ کذّاب وغیرہ باغی مرتدین اور جھوٹے نبیوں کے قلع قمع کے لئے بھیجی گئی تھی۔حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ایک جھنڈا حضرت خالدؓ بن ولید کے سپرد کیا اور آپؓ کو حکم دیا کہ طُلَیحہ بن خُوَیلِد کے مقابلہ کے لئے جائیں اور اُس سے فارغ ہو کر بُطاح میں مالک بن نُوَیرہ سے لڑیں، اگر وہ لڑائی پر مُصر ہو تو پھر لڑنا ہے۔ بمطابق ایک روایت آپؓ نے حضرت ثابتؓ بن قیس کو انصار کا امیر مقرر کیا اور اُنہیں حضرت خالدؓ بن ولید کے ماتحت کر کے حضرت خالدؓ کو حکم دیا کہ وہ طُلَیحہ اور عُیَینَہ بن حِصن کے مقابلہ پر جائیں جو بنو اسد کے ایک چشمہ بُزاخہ پر فروکش تھے۔

اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار

جب حضرت ابوبکرؓ نے مرتدین سے جنگ کے لئے حضرت خالدؓ بن ولید کے واسطے جھنڈا باندھا تو فرمایا! مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ خالدؓ بن ولید اللہ کا بہت ہی اچھا بندہ ہے اور ہمارا بھائی ہے جو اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے جسے اللہ تعالیٰ نے کفار اور منافقین کے خلاف سونتا ہے۔

کاہن طُلَیحہ اور عُیَینَہ دونوں مخالفین کا مختصر تعارف

طُلَیحہ بن خُوَیلِد بن نوفل بن نضلہ الاسدی جھوٹے مدعیان نبوت میں سے ایک تھا جو رسول اللہؐ کی حیات طیبہ کے آخری دَور میں نمودار ہوا، آپؐ کی زندگی میں ہی ارتداد کا شکار ہوا، نبوت کا دعویٰ کر بیٹھا اور سمیراء کو اپنا فوجی مرکز بنایا۔

لوگوں کی گمراہی کے اسباب

بہر حال جب اِس نے دعویٰ کیا تو عوام اِس کے مرید ہو گئے، لوگوں کی گمراہی کا پہلا سبب یہ ہوا کہ وہ اپنی قوم کے ساتھ ایک سفر میں تھا، پانی ختم ہو گیا تو لوگوں کو شدید پیاس لگی، ہوشیاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اُس نے لوگوں سے کہا! تم میرے گھوڑے اعلال پر سوار ہو کر چند میل جاؤ وہاں تمہیں پانی ملے گا۔ اُنہوں نے ایسا ہی کیا اور اُنہیں پانی مل گیا، اِس وجہ سے دیہاتی اِس فتنہ کا شکار ہو گئے۔ اِس کی بے حقیقت باتوں میں سے یہ بھی تھی کہ اُس نے نماز سے سجدوں کو ختم کر دیا تھا اور یہ زعم تھا کہ آسمان سے اُس پر وحی آتی ہے اور مسجع اور مقفّٰی عبارتیں بطور وحی کے پیش کیا کرتا تھا۔

رسول اللہؐ کی وفات اور طُلَیحہ کے معاملہ کا تصفیہ نہ ہونا

جب خلافت کی بھاگ دوڑ حضرت ابوبکرؓ نے سنبھالی اور باغی مرتدین کو کچلنے کے لئے فوج تیار کی اور قائدین مقرر کئے تو اِس کی طرف حضرت خالدؓ بن ولید کی قیادت میں فوج روانہ کی۔

عُیَینَہ بن حِصن کون تھا؟

یہ فتح مکہ سے قبل اسلام لایا، اِس نیز غزوۂ حُنَین اور طائف میں بھی شرکت کی۔ پھر عہد صدیقی میں باغی مرتدوں کے ساتھ یہ فتنۂ ارتداد کا شکار ہو گیا اور طُلَیحہ کی طرف مائل ہو گیا، اُس کی بیعت کر لی بہر حال پھر بعد میں اسلام کی طرف بھی لَوٹ آیا تھا۔

جب عَبَس، ذُبیان اور اُن کے حامی بُزاخہ مقام پر جمع ہو گئے

تو طُلَیحہ نے بنو جَدِیلہ اور غوث کو جو کہ قبیلہ طَے کی دو شاخیں تھیں کہلا بھیجا کہ تم فوراً میرے پاس آ جاؤ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔حضرت ابوبکرؓ نے حضرت خالدؓ بن ولید کو ذُوالقَصّہ سے روانہ کرنے سے قبل حضرت عدیؓ سے کہا کہ تم اپنی قوم یعنی قبیلہ طَے کے پاس جاؤ ایسا نہ ہو کہ وہ برباد ہو جائیں۔

حضرت عدیؓ کا اپنی قوم کے پاس آنا اور دعوت اسلام دینا

آپؓ اپنی قوم کے پاس آئے، اِن کو دعوت اسلام دی اور خوف دلایا۔ اُنہوں نے کہا! ابو الفصیل (بعض لوگ حقارت و توہین کی غرض سے حضرت ابو بکرؓ کو اونٹ کے بچہ کا باپ کہتے تھے) کی ہر گز اطاعت نہیں کریں گے۔حضرت عدیؓ نے بے رحم حملہ آور لشکر کی پیش قدمی، قتل و غارت کے بازار گرم ہونے نیز کسی کو امان نہ ملنے پر متنبہ کرنے اور سمجھانے کے بعد کہا! پھر اُس وقت تم حضرت ابو بکرؓ کو فحل (ہر جانور کا نر) الاکبر کی کنیت سے یاد کرو گے۔

حضرت عدیؓ کا عظیم کارنامہ

آپؓ کے حضرت خالدؓ کو اپنے قبیلہ طَے کے دوبارہ اسلام لے آنے کی اطلاع نیز مذکورۂ بالا تناظر میں ایک مصنف نے لکھا ہے، حضرت عدیؓ کا یہ عظیم کارنامہ ہے کہ اُنہوں نے اپنی قوم کو اسلامی فوج میں شمولیت کی دعوت دی، بنو طَے کی لشکر خالدؓ میں شمولیت دشمن کی پہلی شکست تھی کیونکہ اِن کا شمار جزیرۂ عرب کے قوی ترین قبائل میں ہوتا تھا نیز دیگر قبائل اُن کو اہمیت دیتے تھے۔

حضرت خالدؓ کا مقابلۂ جَدِیلہ کے خیال سے بطرف اَنسر کوچ

اِس سلسلہ میں حضرت عدیؓ نے حضرت خالدؓ سے کہا! قبیلہ طَے کی مثال ایک پرندہ کی سی ہے اور قبیلہ جَدِیلہ بنو طَے کے دو بازوؤں میں سے ایک بازو ہے، آپؓ مجھے چند روز کی مہلت دیں شاید اللہ تعالیٰ جَدِیلہ کو بھی راہِ راست پر لے آئے۔حضرت عدیؓ کی مسلسل بات چیت کے نتیجہ میں اُنہوں نے آپؓ کی بیعت کی اور آپؓ قبیلہ جَدِیلہ کے ایک ہزار سواروں کے ساتھ مسلمانوں کے پاس آ گئے۔

مسلمانوں کے دو بڑے سرداروں اور گھڑ سواروں کی شہادت

حضرت ثابتؓ بن اقرم اور حضرت عُکّاشہؓ بن مِحْصَن کی شہادت کی صورتحال کے نتیجہ میں حضرت خالدؓ طُلَیحہ کے مقابلہ کے لئے اپنی فوج کو مرتب کرنے لگے اور بُزاخہ پر دونوں کا مقابلہ ہوا۔

اور اُن سب نے اسلام قبول کرنے کی شرط پر بیعت کر لی

اہل بُزاخہ کی شکست کے بعد بنو عامر آئے اور اُنہوں کے کہا! ہم دین میں داخل ہوتے ہیں جس سے ہم نکل گئے تھے۔حضرت خالدؓ نے بشمول بنو عامر، اسد، غطفان، ہَوَازِن، سُلَیم اور طَے میں سے کسی کی بیعت قبول نہیں کی سوائے اِس کے کہ وہ اِن تمام لوگوں کو جنہوں نے ارتداد کی حالت میں اپنے ہاں کے مسلمانوں کو آگ میں جلایا تھا اور اُن کا مُثلہ کیا تھا اور مسلمانوں پر چڑھائی کی تھی کہ اُن کو مسلمانوں کے حوالہ کر دیں۔آپؓ نے اِن مندرجات کو حضرت ابو بکرؓ کی خدمت میں بھی تحریر فرمایا۔

حضرت ابو بکرؓ نے بھی حضرت خالدؓ کے نام ایک خط میں جواباً لکھا جو کچھ تم نے کیا اور کامیابی تم کو حاصل ہوئی اللہ تم کو اِس کی جزائے خیر دے، تم اپنے ہر کام میں اللہ سے ڈرتے رہو اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا وَّالَّذِیۡنَ ہُمۡ مُّحۡسِنُوۡنَ (النّحل:129) یقیناً اللہ اُن لوگوں کے ساتھ ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور جو احسان کرنے والے ہیں، تم اللہ کے کام میں پوری جدوجہد کرنا اور تساہل نہ کرنا، بصورت فائدہ اسلام حکم خدا کے نافرمانوں اور اسلام دشمنوں کو تم قتل کر سکتے ہو۔حضرت خالدؓ ایک ماہ بُزاخہ میں فروکش رہے نیز حسب ہدایت حضرت ابو بکرؓ مجرموں کو سخت سزائیں دیں۔

اُمّ زِمل کی طرف پیش قدمی اور سر کوبی

آخر پر حضور انور ایدہ اللہ نے حضرت خالدؓ بن ولید کے مقام ظفر کی طرف جانے، اُمّ زِمل (سلمٰی بنت مالک بنت حذیفہ) جو اپنی ماں اُمّ قِرفہ (فاطمہ بنت ربیعہ، سردار بنو فُزارہ نیز اپنی قوت اور حفاظتی انتظامات کے طور پر ایک ضرب المثل مانی جانے والی) سے عزت و شہرت میں مشابہ تھی، اُس اور اُس کی جمیعتوں کے مقابلہ کے لئے پیش قدمی، نہایت شدید جنگ، اُمّ زِمل کے قتل، باقی ماندہ ساتھیوں کی بدحواسی اور فرار کی تفصیلات بیان کرنے کے بعد ارشاد فرمایا! اِس طرح اِس فتنہ کی آگ ٹھنڈی ہو گئی اور جزیرۂ نمائے عرب کے شمال مشرقی حصہ میں ارتداد اور بغاوت کا خاتمہ ہو گیا۔

دو مرحومین کا تذکرۂ خیر و اعلان برائے نمازِ جنازہ غائب

حضور انور ایدہ اللہ نے خطبۂ ثانیہ سے قبل مکرمہ صابرہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم رفیق احمد بٹ صاحب آف سیالکوٹ اور مکرمہ ثریا رشید صاحبہ اہلیہ مکرم رشید احمد باجوہ صاحب آف حال مقیم کینیڈا کا تذکرۂ خیر کیا نیز بعد از نماز جمعۃ المبارک اِن کی نمازِ جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا۔

(قمر احمد ظفر۔ نمائندہ روزنامہ الفضل آن لائن جرمنی)

خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 15؍ اپریل 2022ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

”جب میرے والد خلیفہ بنائے گئے اور اللہ نے انہیں امارت تفویض فرمائی تو خلافت کے آغاز ہی میں آپ نے ہر طرف سے فتنوں کو موجزن اور جھوٹے مدعیان نبوت کی سرگرمیوں اور منافق مرتدوں کی بغاوت کو دیکھا اور آپ پر اتنے مصائب ٹوٹے کہ اگر وہ پہاڑوں پر ٹوٹتے تو وہ پیوست زمین ہو جاتے اور فوراً گر کر ریزہ ریزہ ہو جاتے لیکن آپ کو رسولوں جیسا صبر عطا کیا گیا۔“ (حضرت عائشہؓ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم المرتبت خلیفۂ راشد صدیقِ اکبر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمالات اور مناقبِ عالیہ

فتنۂ ارتداد اور بغاوت کے دوران بھجوائی جانے والی مہمات کا تذکرہ

ابوبکر جغرافیہ کا دقیق علم رکھتے تھے اور زمین کے نشانات اور انسانی آبادیوں اور جزیرۃ العرب کے راستوں سے بخوبی واقف تھے۔ گویا کہ جزیرہ عرب مجسم شکل میں آپ کی آنکھوں کے سامنے تھا جیسا کہ دورِ حاضر میں جدید ٹیکنالوجی سے لیس مراکزِ قیادت میں ہوتا ہے

أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝۱
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۲ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝۳ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝۴ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝۵
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝۶ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝۷

گذشتہ خطبہ سے پہلے جو خطبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعات کے بارے میں دیا جا رہا تھا اس میں مختلف حوالے بیان کیے گئے تھے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ مرتدین کو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے سزا ان کے ارتداد کی وجہ سے نہیں دی تھی بلکہ بغاوت اور جنگ کی وجہ سے ان کو جواب دیا گیا تھا۔ اس بارے میں

زمانے کے حکم و عدل حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عہدِ خلافت میں اس ارتداد کو سرکشی اور بغاوت سے تعبیر کیا ہے۔

چنانچہ اس کا ذکر کرتے ہوئے کہ حضرت ابوبکرؓ کی جرأت اور دلیری کتنی تھی آپؑ فرماتے ہیں کہ ”اہل تحقیق سے یہ امر مخفی نہیں کہ آپ کی خلافت کا وقت خوف اور مصائب کا وقت تھا۔ چنانچہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو اسلام اور مسلمانوں پر مصائب ٹوٹ پڑے۔ بہت سے منافق مرتد ہو گئے اور مرتدوں کی زبانیں دراز ہو گئیں اور افترا پردازوں کے ایک گروہ نے دعویٰ نبوت کر دیا اور اکثر بادیہ نشین ان کے گرد جمع ہو گئے یہاں تک کہ مسیلمہ کذاب کے ساتھ ایک لاکھ کے قریب جاہل اور بدکردار آدمی مل گئے اور فتنے بھڑک اٹھے اور مصائب بڑھ گئے۔ اور آفات نے دور و نزدیک کا احاطہ کر لیا۔ اور مومنوں پر ایک شدید زلزلہ طاری ہو گیا۔ اس وقت تمام لوگ آزمائے گئے اور خوفناک اور حواس باختہ کرنے والے حالات نمودار ہو گئے اور مومن ایسے لاچار تھے کہ گویا ان کے دلوں میں آگ کے انگارے دہکائے گئے ہوں یا وہ چھری سے ذبح کر دیئے گئے ہوں۔ کبھی تو وہ خَیْرُ الْبَرِیَّۃ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جدائی کی وجہ سے اور گاہے ان فتنوں کے باعث جو جلا کر بھسم کر دینے والی آگ کی صورت میں ظاہر ہوئے تھے روتے۔ امن کا شائبہ تک نہ تھا۔ فتنہ پرداز گند کے ڈھیر پر اُگے ہوئے سبزے کی طرح چھا گئے تھے۔ مومنوں کا خوف اور ان کی گھبراہٹ بہت بڑھ گئی تھی۔ اور دل دہشت اور بے چینی سے لبریز تھے۔ ایسے (نازک) وقت میں (حضرت) ابوبکر رضی اللہ عنہ حاکم وقت اور (حضرت) خاتم النبیینؐ کے خلیفہ بنائے گئے۔ منافقوں، کافروں اور مرتدوں کے جن رویوں اور طور طریقوں کا آپ نے مشاہدہ کیا ان سے آپ ہم و غم میں ڈوب گئے۔ آپ اس طرح روتے جیسے ساون کی جھڑی لگی ہو اور آپ کے آنسو چشمۂ رواں کی طرح بہنے لگتے اور آپ (رضی اللہ عنہ) (اپنے) اللہ سے اسلام اور مسلمانوں کی خیر کی دعا مانگتے۔ (حضرت) عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ

جب میرے والد خلیفہ بنائے گئے اور اللہ نے انہیں امارت تفویض فرمائی تو خلافت کے آغاز ہی میں آپ نے ہر طرف سے فتنوں کو موجزن اور جھوٹے مدعیان نبوت کی سرگرمیوں اور منافق مرتدوں کی بغاوت کو دیکھا اور آپ پر اتنے مصائب ٹوٹے کہ اگر وہ پہاڑوں پر ٹوٹتے تو وہ پیوست زمین ہو جاتے اور فوراً گر کر ریزہ ریزہ ہو جاتے لیکن آپ کو رسولوں جیسا صبر عطا کیا گیا۔“

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں ”یہاں تک کہ اللہ کی نصرت آن پہنچی اور جھوٹے نبی قتل اور مرتد ہلاک کر دیئے گئے۔ فتنے دور کر دیئے گئے اور مصائب چھٹ گئے اور معاملے کا فیصلہ ہو گیا اور خلافت کا معاملہ مستحکم ہوا اور اللہ نے مومنوں کو آفت سے بچا لیا اور ان کی خوف کی حالت کو امن میں بدل دیا اور ان کے لیے ان کے دین کو تمکنت بخشی اور ایک جہان کو حق پر قائم کر دیا اور مفسدوں کے چہرے کالے کر دیئے۔ اور اپنا وعدہ پورا کیا اور اپنے بندے (حضرت ابوبکر) صدیقؓ کی نصرت فرمائی اور سرکش سرداروں اور بتوں کو تباہ و برباد کر دیا۔ اور کفار کے دلوں میں ایسا رعب ڈال دیا کہ وہ پسپا ہو گئے اور (آخر) انہوں نے رجوع کر کے توبہ کی اور یہی خدائے قہار کا وعدہ تھا اور وہ سب صادقوں سے بڑھ کر صادق ہے۔ پس غور کر کہ کس طرح خلافت کا وعدہ اپنے پورے لوازمات اور علامات کے ساتھ (حضرت ابوبکر) صدیقؓ کی ذات میں پورا ہوا۔ میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اس تحقیق کی خاطر تمہارا سینہ کھول دے۔“ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ”غور کرو کہ آپ کے خلیفہ ہونے کے وقت مسلمانوں کی کیا حالت تھی۔ اسلام مصائب کی وجہ سے آگ سے جلے ہوئے شخص کی طرح (نازک حالت میں) تھا۔ پھر اللہ نے اسلام کو اس کی طاقت لوٹا دی اور اسے گہرے کنویں سے نکالا اور جھوٹے مدعیان نبوت دردناک عذاب سے مارے گئے اور مرتد چوپاؤں کی طرح ہلاک کئے گئے اور اللہ نے مومنوں کو اس خوف سے جس میں وہ مُردوں کی طرح تھے امن عطا فرمایا۔ اس تکلیف کے رفع ہونے کے بعد مومن خوش ہوتے تھے اور (حضرت ابوبکر) صدیقؓ کو مبارکباد دیتے اور مرحباً کہتے ہوئے ان سے ملتے تھے۔ آپ کی تعریف کرتے اور رب الارباب کی بارگاہ سے آپ کے لئے دعائیں کرتے تھے۔ آپ کی تعظیم اور تکریم کے آداب بجا لانے کے لئے لپکتے تھے۔ اور انہوں نے آپ کی محبت کو اپنے دل کی گہرائی میں داخل کر لیا اور وہ اپنے تمام معاملات میں آپ کی پیروی کرتے تھے اور وہ آپ کے شکر گزار تھے۔ انہوں نے اپنے دلوں کو روشن اور چہروں کو شاداب کیا اور وہ محبت و الفت میں بڑھ گئے اور پوری جد و جہد سے آپ کی اطاعت کی۔ وہ آپ کو ایک مبارک وجود اور نبیوں کی طرح تائید یافتہ سمجھتے تھے۔

اور یہ سب کچھ (حضرت ابوبکر) صدیقؓ کے صدق اور گہرے یقین کی وجہ سے تھا۔‘‘

(سر الخلافۃ اردو ترجمہ عربی عبارت شائع کردہ نظارت اشاعت صفحہ 47 تا 51)

یہ سر الخلافہ آپ کی عربی میں کتاب ہے۔ یہ اس عربی کا اردو ترجمہ ہے۔

فتنہ ارتداد اور بغاوت

جب ہوا ہے تو اس کی طرف آپ نے بعض مہمات بھیجی تھیں جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد تقریباً سارے عرب نے ہی ارتداد اختیار کر لیا تھا۔ کچھ لوگ تو وہ تھے جنہوں نے صرف زکوٰۃ دینے سے انکار کیا تھا۔ ان کے خلاف جو کارروائیاں حضرت ابوبکرؓ کی طرف سے کی گئیں ان کا تذکرہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

اب دوسرے گروہ کا ذکر کیا جاتا ہے جنہوں نے نہ صرف اسلام سے ارتداد اختیار کر لیا تھا بلکہ بغاوت کر دی تھی اور مسلمانوں کو قتل بھی کر رہے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے ان کی خبر لینے کا عزم فرمایا چنانچہ بِدَایَة والنِّھَایَة میں لکھا ہے کہ حضرت اسامہؓ کے لشکر کے آرام کرنے کے بعد حضرت ابوبکرؓ اسلامی افواج کے ساتھ تلوار سونتے ہوئے مدینہ سے سوار ہو کر ذُوالقَصَّہ کی طرف روانہ ہوئے جو مدینہ سے اس زمانے میں جو سفر کا ذریعہ تھا اس کے مطابق ایک رات اور ایک دن کے فاصلے پر واقع ہے۔ صحابہ کرامؓ جن میں حضرت علیؓ بھی تھے وہ آپ سے اصرار کر رہے تھے کہ آپ مدینہ واپس تشریف لے جائیں اور اَعراب سے جنگ کے لیے اپنے سوا کسی دوسرے بہادر کو بھیج دیں۔ حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ میرے والد تلوار سونتے ہوئے سواری پر سوار ہو کر روانہ ہوئے تو حضرت علی بن ابی طالبؓ نے آ کر آپ کی اونٹنی کی مہار پکڑ لی اور عرض کیا: اے خلیفۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ سے وہ بات کہتا ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے دن فرمائی تھی۔ آپ نے تلوار کیوں سونتی ہے؟ ہمیں اپنی جان کی وجہ سے مصیبت میں نہ ڈالیے۔ حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ ہمیں اپنی جان کی وجہ سے مصیبت میں نہ ڈالیے۔ اللہ کی قسم! اگر ہمیں آپ کی جان کی مصیبت پہنچی تو آپ کے بعد ہمیشہ کے لیے اسلام کا نظام نہ رہے گا۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ واپس تشریف لے گئے اور فوج کو بھیج دیا۔

(البدایة والنھایة جلد ۳ جزء ۶ ص ۳۱۱-۳۱۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیة)

جب حضرت اسامہؓ اور ان کے لشکر نے آرام کر لیا اور ان کی سواریاں بھی تازہ دم ہو گئیں اور اموالِ زکوٰۃ بھی بکثرت آ گئے جو مسلمانوں کی ضرورت سے زائد تھے تو

حضرت ابوبکرؓ نے فوج کو تقسیم کیا اور گیارہ جھنڈے باندھے۔

ایک جھنڈا حضرت خالد بن ولیدؓ کے لیے باندھا اور ان کو حکم دیا کہ وہ طُلَیحہ بن خُوَیلِد کے مقابلے پر جائیں اس سے فارغ ہو کر بُطاح میں مَالِك بن نُوَیرَہ سے مقابلہ کے لیے جائیں اگر اس وقت تک وہ ان کے مقابلہ پر جما رہے۔ یہ سب مرتدین تھے، جنگ کرنا چاہتے تھے۔ بُطاح بنو اسد کے علاقے میں ایک چشمہ کا نام ہے۔ اس طرف آپ نے بھیجا۔ حضرت عکرمہ بن ابوجہلؓ کے لیے جھنڈا باندھا اور ان کو مُسَیلمہ کے مقابلے کا حکم دیا۔ تیسرا جھنڈا حضرت مُہَاجِر بن ابواُمَیّہؓ کے لیے باندھا اور ان کو حکم دیا کہ وہ عَنسِی کی فوجوں کا مقابلہ کریں۔ پھر قَیس بن مَکشُوح اور ان اہل یمن کے مقابلہ میں جو اَبنَاء سے برسرِ پیکار تھے اَبنَاء کی امداد کریں۔ اَبنَاء بھی اہل فارس میں سے ایک قوم کی اولاد تھی جنہوں نے یمن میں سکونت اختیار کر لی تھی اور عربوں میں شادیاں کی تھیں۔ اور فرمایا کہ اس سے فارغ ہو کر کِندہ کے مقابلے کے لیے حضرموت چلے جائیں۔ حضرموت بھی یمن کا ایک علاقہ ہے۔ چوتھے حضرت خالد بن سعید بن عاصؓ کے لیے جھنڈا باندھا اور ان کو حَمقَتَین کی طرف بھیجا جو شام کی سرحد پر ہے۔ پانچویں حضرت عمرو بن عاصؓ کے لیے جھنڈا باندھا اور ان کو قُضَاعہ وَدِیعَہ اور حَارِث کی جمعیتوں کے مقابلے پر جانے کا حکم دیا۔ چھٹا جھنڈا حضرت حذیفہ بن مِحصَن غَلفَانِیؓ کے لیے باندھا اور ان کو اہل دَبَا کی طرف جانے کا حکم دیا۔ دَبَا بھی عمان میں عربوں کا ایک بازار تھا۔ عمان کا ایک قدیم اور مشہور شہر تھا۔ مارکیٹ لگا کرتی تھی۔ ساتواں حضرت عَرفَجَہ بن ھَرثَمَہؓ کے لیے جھنڈا باندھا اور ان کو مَھرَہ جانے کا حکم دیا۔ مَھرَہ یمن کے ایک علاقے کا نام ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے ان دونوں کو فرمایا کہ ایک جگہ اکٹھے ہو جائیں مگر جو علاقے ان کے سپرد کیے گئے ہیں ان میں وہ ایک دوسرے پر امیر رہیں گے۔ یعنی پہلے یمن والے اور دوسرے ان کو۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نے شُرَحبِیل بن حَسَنَہ کو حضرت عکرمہ بن ابوجہل کے پیچھے روانہ کیا اور حکم دیا کہ یمامہ سے فارغ ہو کر قُضَاعہ کے مقابلہ پر چلے جانا اور مرتدین سے جنگ کے موقع پر تم ہی اپنے لشکر کے امیر ہو گے۔ نواں حضرت طُرَیفَہ بن حَاجِزؓ کے لیے جھنڈا باندھا اور ان کو حکم دیا کہ وہ بنو سُلَیم اور ہَوَازِن کا مقابلہ کریں۔ دسواں جھنڈا حضرت سُوَید بن مُقَرِّنؓ کے لیے باندھا اور ان کو حکم دیا کہ وہ یمن کے علاقے تِہَامہ کی طرف جائیں اور گیارھواں جھنڈا حضرت عَلَاء رضی اللہ عنہ بن حَضرَمِی کے لیے باندھا اور ان کو بحرین جانے کا حکم دیا۔ چنانچہ یہ اُمَرا ذُوالقَصَّہ سے اپنی اپنی سمت روانہ ہو گئے۔

(تاریخ الطبری جلد ۲ صفحہ ۲۵۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیة لبنان ۲۰۱۲ء)

(ماخوذ از سیدنا ابوبکر صدیقؓ شخصیت و کارنامے صفحہ 288 مکتبہ الفرقان مظفر گڑھ پاکستان)

(معجم البلدان جلد ۱ صفحہ ۵۲۷، جلد ۲ صفحہ ۲۷۰، ۳۱۱، ۴۹۶)

(معجم الوسیط زیر مادہ ’’بنی‘‘)

حضرت ابوبکرؓ نے ہر دستے کے امیر کو حکم دیا کہ جہاں جہاں سے وہ گزریں وہاں کے طاقتور مسلمانوں کو اپنے ساتھ لیں اور بعض طاقتور افراد کو وہیں اپنے علاقے کی حفاظت کے لیے پیچھے چھوڑ دیں۔

(تاریخ الطبری جلد ۲ صفحہ ۲۵۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیة لبنان ۲۰۱۲ء)

حضرت ابوبکرؓ کی اس تقسیم کا ذکر کرتے ہوئے ایک مصنف لکھتے ہیں کہ ذُوالقَصَّہ فوجی مرکز قرار پایا۔ یہاں سے منظم اسلامی افواج ارتداد کی تحریک کو کچلنے کے لیے مختلف علاقوں کی طرف روانہ ہوئیں۔ حضرت ابوبکرؓ کے منصوبہ سے منفرد عبقریت اور دقیق جغرافیائی تجربہ کا پتہ چلتا ہے۔ دستوں کی تقسیم اور ان کے مواقع کی تحدید سے واضح ہوتا ہے کہ

ابوبکر جغرافیہ کا دقیق علم رکھتے تھے اور زمین کے نشانات اور انسانی آبادیوں اور جزیرۃ العرب کے راستوں سے بخوبی واقف تھے۔

گویا کہ جزیرہ عرب مجسم شکل میں آپ کی آنکھوں کے سامنے تھا جیسا کہ دورِ حاضر میں جدید ٹیکنالوجی سے لیس مراکز قیادت میں ہوتا ہے۔ جو شخص بھی لشکروں کو روانہ کرنے ان کی جہت کا تعین کرنے، تفرق کے بعد اجتماع اور دوبارہ مجتمع ہونے کے لیے تفرق میں غور و فکر کرے گا اس کو یہ اچھی طرح معلوم ہو جائے گا کہ یہ منصوبہ بندی پورے جزیرہ عرب پر مثالی اور صحیح انداز سے محیط تھی اور ان لشکروں کے ساتھ رابطہ بھی انتہائی دقیق تھا۔ ابوبکر کو ہمہ وقت اس کا پتا رہتا تھا کہ فوج کہاں ہے۔ اس کے تحرکات اور جملہ امور سے بخوبی واقف رہتے تھے اور یہ بھی پتا رہتا تھا کہ ان کو کیا کامیابی ہوئی اور کل کو کیا پروگرام ہے؟ مراسلات انتہائی دقیق اور تیز ہوا کرتے تھے اور میدانِ قتال سے خبریں برابر مدینہ مرکزِ قیادت میں حضرت ابوبکرؓ کو پہنچتی رہتی تھیں۔ پوری فوج سے برابر رابطہ قائم رہتا تھا۔ مرکزِ قیادت اور میدانِ قتال کے درمیان فوجی خبر رسانی میں ابوخَیثَمَہ انصاری، سَلَمہ بن سَلَامہ، ابوبَرزَہ اسلَمِی اور سَلَمہ بن وَقش نے نمایاں حیثیت حاصل کی۔

جن لشکروں کو ابوبکر نے روانہ فرمایا وہ آپس میں مربوط تھے اور یہ خلافت کی اہم کامیابیوں میں سے تھا کیونکہ ان لشکروں کے اندر قیادت کی مہارت کے ساتھ حسنِ تنظیم بھی موجود تھا۔

مزید برآں اس کے علاوہ قتال میں تجربہ پہلے سے تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں غزوات و سرایا کی تحریک میں انہیں عسکری اعمال کا اچھا تجربہ ہو چکا تھا۔ ابوبکر کی حکومت کا عسکری نظام جزیرہ عرب میں تمام عسکری قوتوں پر فوقیت رکھتا تھا اور ان لشکروں کے قائد سیفُ اللہ الْمَسلُول خالد بن ولید تھے جو اسلامی فتوحات اور حروب ارتداد میں منفرد عبقری شخصیت کے حامل تھے۔ اسلامی فوج کی یہ تقسیم انتہائی اہم فوجی منصوبہ کے تحت عمل میں آئی تھی کیونکہ مرتدین ابھی تک اپنے اپنے علاقوں میں متفرق تھے یعنی کہ بکھرے ہوئے تھے جمع نہیں ہوئے تھے۔ مسلمانوں کے خلاف ان کی جتھہ بندی عمل میں نہ آ سکی تھی۔ بڑے قبائل دور دراز علاقوں میں بکھرے تھے۔ وقت اس کے لیے کافی نہ تھا کہ وہ آپس میں جتھہ بندی کر سکیں کیونکہ ارتداد شروع ہوئے ابھی تین ماہ سے زیادہ کا عرصہ نہ گزرا تھا اور ثانیاً وہ اپنے خلاف مسلمانوں کے خطرے کو نہ سمجھ

سکے۔ وہ یہ تصور کیے ہوئے تھے کہ چند ماہ میں تمام مسلمانوں کا صفایا کر دیں گے۔ اسی لیے ابوبکر نے چاہا کہ اچانک ان کی شوکت وحکومت کا صفایا کیا جائے، قبل ازیں کہ وہ اپنے باطل کی نصرت کے لیے جتھہ بندی کر سکیں۔ اس لیے ابوبکر نے ان کے فتنہ کے بڑھنے سے قبل ہی ان کی خبر لی اور انہیں اس بات کا موقع نہ دیا کہ وہ اپنا سر اٹھا سکیں اور اپنی زبان دراز کرسکیں جس سے مسلمانوں کو تکلیف پہنچا سکیں۔

(ماخوذ از سیدنا ابوبکر صدیقؓ شخصیت و کارنامے از ڈاکٹر علی محمد صلابی مترجم صفحہ 288 تا290 مکتبہ الفرقان مظفر گڑھ پاکستان)

حضرت ابوبکرؓ کی جانب سے قائدین کی تقرری کے حوالے سے مختلف امور کا تذکرہ

کرتے ہوئے ایک لکھنے والے مصنف لکھتے ہیں کہ نمبر ایک تو اس منصوبہ میں اس بات کا اہتمام کیا گیا کہ لشکروں کے درمیان آپس میں ربط اور تعاون برابر قائم رہے۔ اگرچہ ان کے مقامات اور جہات مختلف تھے لیکن سب ایک ہی سلسلہ کی کڑیاں تھیں۔ ان کا آپس میں ملنا اور جدا ہونا ایک ہی مقصد کے پیش نظر تھا اور خلیفہ کے مدینہ میں ہوتے ہوئے قتال کے جملہ امور کا کنٹرول، پاور اس کے ہاتھ میں تھا یعنی خلیفہ کے ہاتھ میں تھا۔ (ب) دوسرا نمبر یہ کہ صدیق اکبر نے دارالخلافہ مدینہ کی حفاظت کے لیے فوج کا ایک حصہ اپنے پاس رکھا اور اسی طرح امور حکومت میں رائے اور مشورہ کے لیے کبار صحابہ کی ایک جماعت اپنے پاس رکھی۔ تیسرے یہ کہ ابوبکر کو معلوم تھا کہ ارتداد سے متاثرہ علاقوں میں اسلامی قوت موجود ہے۔ آپ کو اس کی فکر لاحق ہوئی کہ کہیں یہ مسلمان مشرکین کے غیظ وغضب کا نشانہ نہ بنیں اس لیے قائدین کو حکم فرمایا کہ ان میں سے جو قوت اور طاقت کے مالک ہیں ان کو اپنے ساتھ شامل کر لیں اور ان علاقوں کی حفاظت کی خاطر کچھ افراد کو وہاں مقرر کر دیں۔ چوتھے مرتدین کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے ابوبکر نے اَلْحَرْبُ خُدْعَةٌ کے اصول کو اپنایا۔ فوج کے اہداف کچھ ظاہر کرتے حالانکہ مقصود کچھ اَور ہی ہوتا۔ انتہائی احتیاط اور حذر کا طریقہ اختیار کیا کہ کہیں ان کا منصوبہ فاش نہ ہونے پائے۔ اس طرح ابوبکر کی قیادت میں سیاسی مہارت، علمی تجربہ، علم راسخ اور ربانی فتح اور نصرت نمایاں ہوتی ہیں۔

(ماخوذ از سیدنا ابوبکر صدیقؓ شخصیت و کارنامے از ڈاکٹر علی محمد صلابی مترجم صفحہ 297-298 مکتبہ الفرقان مظفر گڑھ پاکستان)

اس موقع پر حضرت ابوبکرؓ نے

دو فرمان

بھی لکھے تھے: ایک عرب قبائل کے نام اور دوسرا سپہ سالاران فوج کی ہدایت کے لیے۔

(حضرت ابوبکرؓ کے سرکاری خطوط مؤلفہ خورشید احمد فاروق صفحہ 22)

یہی پہلے مصنف ڈاکٹر علی محمد صلابی جو ہیں، یہ ایک خط کے متعلق لکھتے ہیں کہ اسلامی لشکروں کی تیاری اور ٹھوس تنظیم کے بعد ہم دیکھتے ہیں کہ تحریری دعوت کا سلسلہ جاری رہا اور اس نے اہم کردار ادا کیا۔

آپؓ نے ایک عام خط تحریر کیا

جو محدود مضمون پر مشتمل تھا۔ مرتدین سے قتال کے لیے افواج کو روانہ کرنے سے قبل آپ نے اس خط کو مرتدین اور ثابت قدم رہنے والے سب کے درمیان اونچے پیمانے پر ممکنہ حد تک نشر کرنے کی کوشش کی۔ قبائل کے پاس لوگوں کو روانہ کیا اور انہیں حکم دیا کہ وہاں پہنچ کر ہر مجمع میں یہ خط سنائیں اور جس کو بھی اس خط کا مضمون پہنچے اسے حکم فرمایا کہ وہ ان لوگوں تک بات پہنچا دے جن تک نہیں پہنچی۔ حضرت ابوبکرؓ نے اس خط میں عام اور خاص سب کو خطاب کیا خواہ وہ اسلام پر ثابت قدم رہنے والے ہوں یا اس سے مرتد ہو جانے والے۔

(ماخوذ از سیدنا ابوبکر صدیقؓ شخصیت و کارنامے از ڈاکٹر علی محمد صلابی مترجم صفحہ 290-291 مکتبہ الفرقان مظفر گڑھ پاکستان)

حضرت ابوبکرؓ کا وہ خط جو قبائل عرب کے نام تھا

وہ سب سے زیادہ تفصیلات کے ساتھ طبری نے بیان کیا ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی تصنیف سر الخلافہ میں اس خط کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مناسب ہے کہ ہم یہاں وہ خط درج کر دیں جو صدیق اکبر نے مرتد ہونے والے قبائل عرب کی طرف لکھا تا کہ اس خط پر اطلاع پانے والے صدیق اکبر کی شعائر اللہ کی ترویج اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام سنن کے دفاع میں مضبوطی کو دیکھ کر ایمان اور بصیرت میں ترقی کریں۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام وہ خط لکھتے ہیں جو اس طرح شروع ہوتا ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ یہ خط ابوبکر خلیفۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہر خاص و عام کے لیے ہے۔ جس تک پہنچے خواہ وہ اسلام پر قائم رہا ہے یا اس سے پھر گیا ہے۔ ہدایت کی اتباع کرنے والے ہر شخص پر سلامتی ہو جو ہدایت کے بعد گمراہی اور اندھے پن کی طرف نہیں لوٹا۔ پس میں تمہارے سامنے اس اللہ کی حمد بیان کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو واحد ہے لاشریک ہے اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں اور جو تعلیم آپ صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے اس کا ہم اقرار کرتے ہیں اور جس نے اس سے انکار کیا اسے ہم کافر قرار دیتے ہیں اور اس سے جہاد کرتے ہیں۔ امابعد واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی جناب سے حق دے کر اپنی مخلوق کی طرف مبشر نذیر اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والے اور ایک منور کر دینے والے سورج کے طور پر بھیجا تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے ڈرائیں جو زندہ ہو اور کافروں پر فرمان صادق آ جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو حق کے ساتھ ہدایت دی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبول کیا اور جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیٹھ پھیر لی اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت تک جنگ کی کہ وہ طوعًا وکرھًا اسلام میں آ گیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے بعد اس کے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے حکم کو نافذ فرمالیا اور امت کی خیرخواہی کر لی اور جو ذمہ داری آپ پر تھی اسے پورا کر لیا اور اللہ نے آپ پر اور اہل اسلام پر اپنی اس کتاب میں جو اس نے نازل فرمائی اس بات کو خوب کھول کر بیان کر دیا۔ چنانچہ فرمایا اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمۡ مَّيِّتُوۡنَ (الزمر: 31)۔ یعنی یقیناً تُو بھی مرنے والا ہے اور یقیناً وہ بھی مرنے والے ہیں۔ نیز فرمایا وَمَا جَعَلۡنَا لِبَشَرٍ مِّنۡ قَبۡلِكَ الۡخُلۡدَ (الانبیاء:35)۔ اور ہم نے کسی بشر کو تجھ سے پہلے ہمیشگی نہیں دی۔ اَفَاۡئِنۡ مِّتَّ فَهُمُ الۡخٰلِدُوۡنَ (الانبیاء:35)۔ پس اگر تُو مر جائے تو کیا وہ ہمیشہ رہنے والے ہوں گے؟ مزید برآں مومنوں سے فرمایا وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوۡلٌ ۚ قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَاۡئِنۡ مَّاتَ اَوۡ قُتِلَ انۡقَلَبۡتُمۡ عَلٰۤى اَعۡقَابِكُمۡ ؕ وَمَنۡ يَّنۡقَلِبۡ عَلٰى عَقِبَيۡهِ فَلَنۡ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيۡـًٔا ؕ وَسَيَجۡزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيۡنَ (آل عمران:145)۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہیں مگر ایک رسول یقیناً اس سے پہلے رسول گذر چکے ہیں۔ پس اگر یہ وفات پا جائے یا قتل ہو جائے تو تم اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے؟ اور جو بھی اپنی ایڑیوں کے بل پھر جائے گا وہ اللہ کو کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکے گا اور اللہ یقیناً شکر گزاروں کو جزا دیتا ہے۔ پھر آپ لکھتے ہیں پس وہ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کیا کرتا تھا وہ جان لے کہ محمد تو فوت ہو چکے اور وہ جو واحد و یگانہ لاشریک اللہ کی عبادت کیا کرتا تھا اسے معلوم ہو کہ اللہ اس کی گھات میں لگا ہوا ہے۔ وہ زندہ ہے اور قائم دائم ہے۔ وہ نہیں مرے گا۔ اسے اونگھ اور نیند نہیں آتی۔ وہ اپنے کاموں کا محافظ ہے۔ اپنے دشمن سے انتقام لینے والا ہے اور اسے سزا دینے والا ہے۔ میں تمہیں اللہ کے تقویٰ کی اور تمہارے اس بخت کی اور نصیب کے حصول کی جو اللہ کے ہاں تمہارے لیے مقرر ہے اور وہ تعلیم جو تمہارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے پاس لے کر آیا اس پر عمل کرنے کی تمہیں تاکید کرتا ہوں اور یہ کہ تم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہنمائی سے راہنمائی حاصل کرو اور اللہ کے دین کو مضبوطی سے پکڑے رکھو کیونکہ ہر وہ شخص جسے اللہ ہدایت نہ دے وہ گمراہ ہے اور ہر وہ شخص جسے وہ نہ بچائے وہ آزمائش میں پڑے گا اور ہر وہ شخص جس کی وہ اعانت نہ فرمائے وہ بے یار و مددگار ہے۔ پس جسے اللہ ہدایت دے وہی ہدایت یافتہ ہے اور جسے وہ گمراہ قرار دے وہ گمراہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے مَنۡ يَّهۡدِ اللّٰهُ فَهُوَ الۡمُهۡتَدِ ۚ وَمَنۡ يُّضۡلِلۡ فَلَنۡ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرۡشِدًا (الکہف:18)۔ جسے اللہ ہدایت دے وہی ہدایت پانے والا ہے اور جسے وہ گمراہ ٹھہرا دے تو اس کے حق میں کوئی ہدایت دینے والا دوست نہ پائے گا۔ آپ آگے لکھتے ہیں کہ اور

اس کا دنیا میں کیا ہوا کوئی عمل اس وقت تک قبول نہ کیا جائے گا جب تک وہ اس دین اسلام کا اقرار نہ کر لے اور نہ ہی آخرت میں اس کی طرف سے کوئی معاوضہ اور بدلہ قبول کیا جائے گا

اور مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ تم میں سے بعض نے اسلام کا اقرار کرنے اور اس پر عمل کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کو دھوکا دیتے ہوئے اور اس کے معاملے میں جہالت برتتے ہوئے اور شیطان کی بات مانتے ہوئے اپنے دین سے ارتداد اختیار کر لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَاِذۡ قُلۡنَا لِلۡمَلٰٓئِكَةِ اسۡجُدُوۡا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوۡۤا اِلَّاۤ اِبۡلِيۡسَ ؕ كَانَ مِنَ الۡجِنِّ فَفَسَقَ عَنۡ اَمۡرِ رَبِّهٖ ؕ اَفَتَتَّخِذُوۡنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗۤ اَوۡلِيَآءَ مِنۡ دُوۡنِىۡ وَهُمۡ لَـكُمۡ عَدُوٌّ ؕ بِئۡسَ لِلظّٰلِمِيۡنَ بَدَلًا (الکہف:51)۔ اور جب ہم نے فرشتوں کو کہا کہ آدم کے لئے سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے وہ جنّوں میں سے تھا۔ پس وہ اپنے رب کے حکم سے روگرداں ہو گیا۔ تو کیا تم اسے اور اس کے چیلوں کو میرے سوا دوست پکڑ کر بیٹھو گے جبکہ وہ تمہارے دشمن ہیں۔ ظالموں کے لئے تو یہ بہت ہی بُرا بدل ہے۔

نیز فرمایا اِنَّ الشَّیۡطٰنَ لَکُمۡ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوۡہُ عَدُوًّا ؕ اِنَّمَا یَدۡعُوۡا حِزۡبَہٗ لِیَکُوۡنُوۡا مِنۡ اَصۡحٰبِ السَّعِیۡرِ (فاطر:7)۔ یقیناً شیطان تمہارا دشمن ہے پس اسے دشمن ہی بنائے رکھو۔ وہ اپنے گروہ کو محض اس لئے بلاتا ہے تا کہ وہ بھڑکتی آگ میں پڑنے والوں میں سے ہو جائیں۔ آپؓ اس خط کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ اور میں نے مہاجرین انصار اور حسن عمل سے پیروی کرنے والے تابعین کے لشکر پر فلاں آدمی کو مقرر کر کے تمہاری طرف بھیجا ہے اور

میں نے اسے حکم دیا ہے کہ وہ نہ تو کسی سے جنگ کرے اور نہ اسے اس وقت تک قتل کرے جب تک وہ اللہ کے پیغام کی طرف بلا نہ لے۔

پھر جو اس پیغام کو قبول کر لے اور اقرار کر لے اور باز آ جائے اور نیک عمل کرے تو اس سے قبول کرے اور اس پر اس کی مدد کرے اور جس نے انکار کیا تو مَیں نے اسے حکم دیا ہے کہ وہ اس سے اس بات پر جنگ کرے اور جس پر قابو پائے ان میں سے کسی ایک کو بھی باقی رہنے نہ دے اور یا وہ انہیں آگ سے جلا ڈالے اور ہر طریق سے انہیں قتل کرے اور عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لے اور کسی سے اسلام سے کم کوئی چیز قبول نہ کرے۔ پھر جو اس کی اتباع کرے تو یہ اس کے لیے بہتر ہے اور جس نے اسے ترک کیا تو وہ اللہ کو عاجز نہیں کر سکے گا اور میں نے اپنے پیغامبر کو حکم دیا ہے کہ وہ میرے اس خط کو تمہارے ہر مجمع میں پڑھ کر سنا دے اور اذان ہی اسلام کا اعلان ہے۔ پس جب مسلمان اذان دیں اور وہ بھی اذان دے دیں تو ان پر حملہ سے رک جائیں اور اگر وہ اذان نہ دیں تو ان پر حملہ جلد کرو اور جب وہ اذان دے دیں تو جو اُن پر فرائض ہیں ان کا مطالبہ کرو اور اگر وہ انکار کریں تو ان پر جلد حملہ کرو اور اگر اقرار کر لیں تو ان سے قبول کر لیا جائے۔

(ماخوذ از سر الخلافہ اردو ترجمہ عربی عبارت شائع کردہ نظارت اشاعت صفحہ 190 تا 194 حاشیہ)

بہرحال اس بارے میں جو تفصیل تھی کہ کیوں ان سے جنگ ہوئی اور کیوں سب سے یہ سلوک کیا گیا، تو یہ اس لیے کہ یہ لوگ جنگ کرنے والے تھے۔ مسلمانوں پر جنگ ٹھونسنے والے تھے اور نہ صرف جنگ کرتے تھے بلکہ ظلم بھی کرنے والے تھے اور جو اُن کے علاقوں میں نہتے مسلمان تھے ان پر ظلم کر رہے تھے۔

دوسرا خط

جو حضرت ابو بکرؓ نے ان سب امرائے لشکر جن کی تعداد گیارہ تھی کے نام تحریر فرمایا ان امرا کا ذکر ہو چکا ہے۔ وہ خط ان لشکروں کے امرا کے نام تھا۔ وہ حسب ذیل ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ یہ فرمان ابو بکر خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے فلاں شخص کے لیے لکھا گیا ہے اور جب انہوں نے اسے مسلمانوں کی فوج کے ساتھ مرتدین سے لڑنے کے لیے روانہ کیا یعنی امیر کا نام اس پہ لکھا گیا تھا۔ انہوں نے اس

امیر کو تاکیدی حکم دیا ہے کہ وہ ہر معاملے میں ظاہر اور باہر میں اللہ کا تقویٰ اختیار کرے جہاں تک اس کی استطاعت ہے

اور اس کو اللہ کے معاملے میں جدوجہد کا اور ان لوگوں سے جہاد کا حکم دیا ہے جنہوں نے اللہ سے پیٹھ پھیر لی اور اسلام سے رجوع کرتے ہوئے شیطانی آرزوؤں کو اختیار کر لیا ہے۔ سب سے پہلے ان پر اتمام حجت کرے۔ انہیں اسلام کی طرف دعوت دیں۔ اگر وہ اس کو قبول کر لیں تو ان لوگوں سے لڑائی سے رک جائے اور اگر وہ اس کو قبول نہ کریں تو ان پر فی الفور حملہ کرے یہاں تک کہ اس کے سامنے جھک جائیں۔ پھر وہ ان لوگوں کو ان کے حقوق اور فرائض بتائے اور وہ ان سے وصول کرے جو اُن پر فرض ہے اور انہیں دے جو اُن کے حقوق ہیں۔ وہ ان لوگوں کو مہلت نہ دے یعنی ایسی مہلت جس سے وہ جنگ کے لیے تیار ہو کر مسلمانوں پر حملہ کر دیں۔ وہ مسلمانوں کو ان کے دشمنوں سے لڑائی کرنے سے نہ روکے اور مسلمان اگر سمجھتے ہیں کہ یہ لوگ ایسے ہیں کہ باز نہیں آئیں گے اور وہ لڑنا چاہتے ہیں تو ان کو جنگ سے نہ روکو۔ یہ حکم ان لیڈروں کو دیا جنہیں اس علاقے کے لوگ زیادہ جانتے تھے۔ پس جس نے اللہ عزوجل کے حکم کو قبول کیا اور اس کی فرمانبرداری کی تو اس کی یہ بات قبول کرے اور معروف طریق پر اس کی مدد کرے اور صرف اس سے جنگ کی جائے گی جس نے اس اقرار کے بعد اللہ کا انکار کیا کہ جو اللہ کی جانب سے آیا تھا۔ اگر وہ دعوت کو قبول کر لے تو اس پر کوئی الزام نہیں ہوگا اور اللہ اس سے حساب لینے والا ہے بعد اس کے جو اس نے چھپایا۔ اور جس نے اللہ کے پیغام کو قبول نہ کیا تو اس سے لڑائی کی جائے اور اس کو قتل کر دیا جائے جہاں بھی وہ ہو اور وہ خواہ کتنا ہی مال دار کیوں نہ ہو۔

کسی سے کوئی چیز قبول نہ کی جائے گی جو وہ دے سوائے اسلام کے۔

پس جس نے اسلام قبول کر لیا اور اقرار کر لیا تو اس سے قبول کیا جائے اور اس کو اسلامی تعلیمات سکھائی جائیں اور جس نے انکار کیا یعنی مسلمان ہو کے مرتد ہو گئے۔ پھر لڑائیاں کر رہے ہیں تو اسلامی تعلیمات کے خلاف کر رہے ہیں ان کو بتاؤ کہ اسلام کیا ہے، حقیقت کیا ہے، تم مسلمان ہونے کا دعویٰ کر کے پھر حکومت کے خلاف جنگ نہیں لڑ سکتے۔ جس نے انکار کیا تو اس سے لڑائی کی جائے۔ اگر اللہ اسے ان پر فتح عطا کرے تو ان کو بُری طرح اسلحہ اور آگ کے ذریعہ قتل کیا جائے گا۔ پھر اللہ جو اس کو مالِ فَے عطا فرمائے تو وہ اس کو تقسیم کر دے سوائے خمس کے۔ وہ ہمیں پہنچائے گا۔ اور وہ سپہ سالار اپنے ساتھیوں کو جلدی اور فساد سے روکے اور ان میں کوئی غیر آدمی داخل نہ کرے جب تک کہ وہ جان نہ لے کہ اس میں کیسی صلاحیت ہے۔ یہ نہ ہو کہ وہ جاسوس ہو۔ یعنی کسی شخص کو داخل کر لو اور وہ جاسوس ہو۔ (صحیح طرح چھان کر کے، چھان پھٹک کر کے پھر لینا۔) اور ان کی وجہ سے مسلمانوں پر مصیبت آ جائے۔ سفر اور قیام میں مسلمانوں کے ساتھ نرمی اور میانہ روی اختیار کرے اور ان کی خبر گیری کرتا رہے۔ لشکر کے ایک حصہ کو دوسرے سے جلدی کرنے کا حکم نہ دے۔ مسلمانوں کے ساتھ برتاؤ اور گفتار میں خوش خلقی اور ملائم لہجہ اختیار کرے۔

(تاریخ الطبری جلد ۲ صفحہ ۲۵۸-۲۵۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ لبنان ۲۰۱۲ء)

اب بعض باتیں ایسی بھی ہیں جن کی وضاحت کرنی پڑتی ہے لیکن وضاحت نہیں کی گئی۔ اس وجہ سے بعض دفعہ اسلام کا غلط تاثر بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ اس کی وضاحت گذشتہ خطبہ میں مَیں کر چکا ہوں کہ

یہ سب مرتدین ایسے تھے جنہوں نے جنگ کی، محارب تھے

اور نہ صرف جنگ کی بلکہ جو مسلمان ان کے علاقوں میں تھے ان پر انہوں نے ظلم بھی کیا، ان کو مارا، ان کو جلایا۔ ان کے گھروں کو جلایا، ان کو خود بھی جلا دیا۔ تو ان کے خلاف پھر حضرت ابو بکرؓ نے کہا کہ ضرور بدلہ لینا ہے اور ان کو اسی طریق سے پھر جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی خط کو quote کیا ہے کہ اسی طریق سے پھر ان کو بھی سزا دینی ہے کیونکہ پھر بدلہ لینے کے لیے قرآن شریف کا بھی، اللہ تعالیٰ کا بھی یہی حکم ہے کہ جیسا کوئی کرتا ہے اس کو ویسا ہی سزا دو۔ لیکن اس بات کی وضاحت ایک جگہ انہی مصنف ڈاکٹر علی محمد صلابی صاحب نے اس طرح بھی لکھی ہے کہ اس میں یہ ذکر ہے کہ مرتدین باغیوں کو آگ میں جلا دیا جائے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ کسی کو جلانے کی سزا دینا تو جائز نہیں ہے۔ ارشاد نبویؐ بھی ہے کہ اِنَّ النَّارَ لَا یُعَذِّبُ بِهَا اِلَّا اللّٰہُ۔ کہ آگ کے ذریعہ عذاب دینا صرف اللہ کا کام ہے لیکن

یہاں انہیں جلانے کا حکم اس لیے دیا گیا کہ ان بدمعاشوں نے اہلِ ایمان کے ساتھ یہی برتاؤ کیا تھا لہٰذا یہ قصاص کے طور پر تھا۔

(ماخوذ از سیدنا ابو بکر صدیقؓ شخصیت و کارنامے صفحہ 293 مکتبہ الفرقان مظفر گڑھ پاکستان)

اسی کتاب میں حضرت ابو بکرؓ کے اسی خط کا ذکر کرتے ہوئے جو بیان ہوا ہے یہ بھی لکھا ہے کہ جو مسلمانوں کی صف کی طرف لَوٹنے سے انکاری ہو اور ارتداد پر ڈٹ جائے وہ محاربین میں سے ہے اس پر حملہ کرنا ضروری ہے اس کو قتل کر دیا جائے یا جلا دیا جائے۔

(ماخوذ از سیدنا ابو بکر صدیقؓ شخصیت و کارنامے صفحہ 294-295 مکتبہ الفرقان مظفر گڑھ پاکستان)

اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں بھی یہی فرمایا ہے کہ جب تمہیں مشکل میں ڈالتے ہیں تو اس کے مطابق ہی ان کو سزا دو جس طرح انہوں نے تمہارے ساتھ کیا ہے۔ باغیوں نے جیسا کہ پہلے میں ذکر کر چکا ہوں گذشتہ خطبہ میں بھی، ابھی بھی میں نے بتایا ہے کہ مسلمانوں کو جلانے اور انہیں گھناؤنے طریقے سے قتل کرنے کے جرم کا ارتکاب کیا تھا۔ ان کو آگ میں جلایا، ان کے گھروں کو جلایا، ان کے بچوں، بیویوں سب کو جلایا، ان کا مُثلہ کیا۔ لہٰذا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی طرح ان کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا کہ جو اس میں شامل تھے ان سے وہی سلوک کرنا ہے جو انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ کیا تھا۔

بہرحال یہ ذکر جو ہے وہ آگے بھی ان شاء اللہ بیان ہو گا۔ رمضان میں شاید دوسرے خطبے بھی بیچ میں آتے رہیں گے۔ ہو سکتا ہے وقت لگ جائے لیکن بہرحال جو بھی آئندہ خطبہ اس پہ آئے گا اس میں آئندہ ذکر، اس کی تفصیل بیان ہو گی۔

(الفضل انٹرنیشنل 06 مئی 2022ء)

رپورٹ: لئیق احمد عاطف و مصور احمد۔ مالٹا

جناب پوپ فرانسس کا دورہ مالٹا

جماعت احمدیہ مالٹا کی پروگرام میں شرکت

''اللہ تعالیٰ کے شکر گزار ہوں کہ اس نے ہمیں مسلمان بنایا اور پھر احمدی مسلمان بنایا۔''(حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ)

بین الممالک سفر کے دوران رہن سہن، بول چال، ادب آداب، معاشرت، تعلیم و ترقی کے ساتھ ساتھ مذہب کا تقابلی جائزہ ایک لازمی امر ہے۔ حال ہی میں رومن کیتھولک مسیحی برادری کے سب سے بڑے مذہبی رہنما جناب پوپ فرانسس صاحب دو روزہ دورہ پر مالٹا تشریف لائے۔ مختلف طے شدہ پروگراموں میں سے ایک پروگرام عوامی Mass کا بھی تھا جس میں متعدد طرزِ زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگوں نے بھرپور شرکت کی۔

جماعت احمدیہ مالٹا کی پروگرام میں شرکت

جناب پوپ فرانسس صاحب کے مالٹا وزٹ سے قبل مبلغ سلسلہ کی مالٹا کے آرک بشپ صاحب کے ساتھ ملاقات ہوئی جس میں جناب پوپ صاحب کے دورہ کے بارہ میں تبادلہ خیال ہوا نیز جماعت کی طرف سے جناب پوپ صاحب کے دورہ کا خیر مقدم اور مکمل تعاون کی یقین دہانی کرائی گئی۔ اس موقع پر جناب آرک بشپ صاحب کو جماعتی لٹریچر بشمول پیارے آقا کی کتاب World crisis and the pathway to peace اور تحائف پیش کئے گئے۔

جناب پوپ فرانسس صاحب کے وزٹ میں اتوار کے روز منعقدہ اجتماعی Mass میں بیس ہزار سے زائد افراد نے شرکت کی۔ اس پروگرام میں شرکت کے لئے جناب آرک بشپ صاحب کی طرف سے جماعتی وفد کو سٹیج کے سامنے والے حصہ میں چھ نشستیں الاٹ کی گئیں اور پروگرام میں شمولیت کی دعوت دی۔ جماعت احمدیہ مالٹا کے چھ ممبران کو اس پروگرام میں شرکت کا موقع ملا۔

پروگرام میں شمولیت کا مقصد

جماعتی وفد کے ساتھ اس پروگرام میں شمولیت کے دو اہم مقاصد پیش نظر تھے۔ ایک یہ کہ جماعت کی طرف سے دوسرے مذاہب اور ان کے لیڈران کے احترام کا عملی نمونہ پیش کرنا جس کے ذریعے بین المذاہب ہم آہنگی، برداشت اور احترام کو فروغ ملے نیز یہ پیغام دینا بھی تھا کہ جس طرح ہم احمدی مسلمان دوسرے مذاہب کے پیشواؤں کا احترام کرتے ہیں اسی طرح ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا بھی احترام دوسرے مذاہب کے ماننے والوں پر لازم ہے۔ ایک دوسرے کے مذاہب اور مذہبی راہنماؤں کا احترام معاشرے میں قیام امن کے لئے نہ صرف ضروری ہے بلکہ ایک ایسا لازمی جزو ہے کہ جس کے بغیر امن کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہوسکتا۔ جماعت کی موجودگی اسلامی تعلیمات کا ایک عملی نمونہ پیش کر رہی تھی۔

اسلام بناوٹ اور تصنع سے پاک ایک دائمی اور لازوال زندگی گزارنے کے سنہرے اصول پیش کرتا ہے اور ہمیں اس بات پر نہ صرف یہ کہ فخر ہونا چاہئے بلکہ اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بھی ہونا چاہئے کہ جس نے ہمیں احمدی مسلمان بنایا۔ اور پیارے آقا کا یہ ارشاد ہمارے دلوں میں گھر کر جائے کہ ''اللہ تعالیٰ کے شکر گزار ہوں کہ اس نے ہمیں مسلمان بنایا اور پھر احمدی مسلمان بنایا۔''(حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے نوجوان اس پروگرام کے بعد اس بات پر مکمل طور پر convince تھے کہ اسلام ہی بہترین مذہب ہے اور اس کا کوئی ثانی نہیں۔ لاریب اس پروگرام میں شمولیت کے بعد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیان فرمودہ کلام کی تاثیر میخ کی طرح دل و دماغ میں پیوست ہوگئی اور دل یقین اور حمد سے بھر گیا۔

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے
کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دِکھلائے
یہ ثمر باغِ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے
ہم نے اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا
نور ہے نور اُٹھو دیکھو سنایا ہم نے
اور دِینوں کو جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا
کوئی دِکھلائے اگر حق کو چھپایا ہم نے

اس پروگرام کے بارہ میں چند تاثرات

شاملین میں زیادہ تعداد بوڑھے افراد کی تھی۔ کچھ بچے بھی شامل تھے جن کو گھر میں اکیلا نہیں چھوڑا جا سکتا تھا۔ نوجوان مرد و عورت کی تعداد بہت کم تھی۔ حالانکہ قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی جس قوم کے نوجوان اصلاح کے عمل سے باہر ہوں وہاں قوموں میں کیا مثبت تبدیلی پیدا ہوسکتی ہے۔ کیونکہ آج کے نوجوان کل کے معمار ہوں گے۔ اس پروگرام کے توسط سے زیادہ شدت سے اس امر کی طرف توجہ پیدا ہوئی کہ نوجوانوں کی اصلاح اور تربیت کس قدر اہم اور ضروری ہے۔ اس حوالہ سے حضرت سیدنا المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک ارشاد پیش ہے۔

قوموں کی اصلاح
نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہوسکتی

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے متواتر جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے کہ قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہوسکتی۔ نئی نسلیں جب تک اس دین اور ان اصول کی حامل نہ ہوں جن کو خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کے نبی اور مامور دنیا میں قائم کرتے ہیں اس وقت تک اس سلسلہ کا ترقی کی طرف کبھی بھی صحیح معنوں میں قدم نہیں اٹھ سکتا۔ ۔ ۔ ہمیں ان امور کی اصلاح کی فکر کرنی چاہئے اور وہ اصلاح اسی رنگ میں ہوسکتی ہے کہ نوجوانوں کو اِس امر کی تلقین کی جائے کہ وہ اپنے اندر ایسی روح پیدا کریں کہ اسلام اور احمدیت کا حقیقی مغز انہیں میسر آجائے۔ اگر ان کے اندر اپنے طور پر یہ بات پیدا ہوجائے تو پھر کسی حکم کی ضرورت نہیں رہتی۔

(خطبات محمود جلد 19 صفحہ 194-195)

اس پروگرام میں دعائیں مقامی زبان کی بجائے اطالوی زبان میں تھیں اور ترجمے کا انتظام نہ تھا۔ عوام کو دیئے جانے والے کتابچے مقامی زبان مالٹی یا انگریزی میں نہ تھے۔ حاضرین اسی میں ہی خوش تھے کہ انہوں نے پوپ صاحب کا دیدار کرلیا ہے اور دعاؤں میں شمولیت اختیار کر لی ہے۔ حاضرین کے لئے کوئی نصیحتی وعظ نہ تھا۔ نہ دعاؤں کے ساتھ حضرت عیسیٰؑ کی زندگی کے سنہری پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی اور نہ ہی پر امن زندگی گزارنے کے اصول سکھائے گئے۔

حالانکہ اگر غور کیا جائے تو مذہب کا مقصد ہی حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی ہے۔ مذہب کا مقصد تہذیب اور شائستگی، حوصلہ مندی اور بردباری، ہمدردی اور رواداری کے اخلاق پیدا کرنا ہے۔ مذہب کا مقصد صرف ظاہری نہیں بلکہ باطنی ہے۔ مذہب صرف یہ نہیں کہ اچھی تقریبات کر لی جائیں اور ظاہری طور پر اعلیٰ اور عمدہ انتظام ہو بلکہ مذہب کا مقصد انسان کی ایمانی، اخلاقی، معاشرتی اور روحانی تربیت اور اصلاح ہے۔ یہ پروگرام مذہب کی اصل روح اور مغز سے خالی نظر آئے تاہم ظاہری تزئین و زیبائش نہایت عمدہ تھی۔ (کیا یہ مذہب کی اصل غرض ہے؟ مذہب کی اصل اغراض و مقاصد پر علیحدہ مضمون بعد میں قدرے تفصیل کے ساتھ لکھا جائے گا۔)

اس پروگرام کا لب لباب یا نقطۂ عروج climax صلیبی مجسمے اور صلیب (جو کہ شرک ہی شرک ہیں) نظر آیا اور اسی پر ساری نظریں مرکوز تھیں۔ مقدس کتاب، تصویر اور صلیبی مجسمے کو اہمیت دی گئی تھی جبکہ مذہب کے اصل معانی و مغز پر کسی کی نظر نہ تھی۔

سب دیں ہیں اِک فسانہ شرکوں کا آشیانہ
اُس کا کہ ہے جو یگانہ چہرہ نما یہی ہے

اس قدر شرک نظر آیا کہ خدا تعالیٰ کا حقیقی چہرہ لوگوں کی آنکھوں سے اوجھل دکھائی دیا۔ مقصد تھا تو صلیب اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مجسمے کا طواف اور اسی سے اپنی تمام مرادوں کو جوڑ لینا۔ اس موقع پر ہم فرزندانِ توحید کو کثرت کے ساتھ سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص کے ورد کی توفیق ملی اور اس شرک کے ماحول میں ہم اپنے دل و دماغ میں توحید باری تعالیٰ کے دیئے روشن کئے رکھے اور دعا کرتے رہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت دے اور انہیں اپنی حقیقی پہچان کرائے۔ آمین

ایک اور بات جو قابل ذکر ہے وہ یہ ہے اس موقع پر تفصیل کے ساتھ عیسائیت کی مذہبی رسومات دیکھنے کو ملیں۔ رسومات کی بھرمار تھی جب کہ سادہ

زندگی گزارنے کی کوئی ترغیب نہ دی گئی تھی۔ عام آدمی کا مذہب کی طرف رجحان بہت کم نظر آیا بلکہ انتظامیہ اور عوام کو سارا زور ان مذہبی رسومات پر تھا جو بہت زیادہ اور پیچیدہ تھیں۔ روحانیت محسوس نہیں ہوئی بلکہ ایک مصنوعی ماحول کا احساس ہوا۔

ان مذہبی رسومات کو دیکھ کر ہمیں ایک بار پھر اسلام کے ساتھ موازنہ کا موقع ملا اور دل پھر خدا تعالیٰ کی حمد و ثناء سے لبریز ہوگیا کہ اس نے ہمیں مسلمان بنایا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِكَ۔ اسلام ہمیں پیچیدگیوں کی بجائے سادگی کا درس دیتا ہے۔ اسلام ہمیں قشر اور چھلکے کی بجائے روح اور مغز کا درس دیتا ہے۔ اسلام ہمیں ظاہری پوشاکوں کی بجائے روحانیت، پاکیزگی اور تقویٰ کی چادر اوڑھنے کا حکم دیتا ہے۔ اسلام ہمیں تالیاں بجانے اور میوزک کے تار چھیڑنے کی بجائے خدا تعالیٰ کی حمد و ثناء اور نعرہ تکبیر بلند کرنے کا ارشاد فرماتا ہے۔

دو پہلو

دو پہلو یعنی عمدہ انتظامات اور فول پروف سیکورٹی ایسے تھے جو بہت متاثر کن تھے اور ہمارے لئے اس میں بہت کچھ سیکھنے کو تھا۔حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا حکمت اور دانائی کی بات مومن کی گمشدہ چیز ہے۔ جہاں کہیں وہ اسے پاتا ہے وہ اس کا زیادہ حقدار ہوتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الزھد۔ باب الحکمۃ حدیث:4169)

حضرت امیرالمؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیان فرماتے ہیں۔ اس میں جہاں یہ واضح فرمایا کہ حکمت کی بات کہیں سے بھی ملے خواہ وہ غیر مذہب والے سے ملے، غریب سے ملے، بچّے سے ملے، تمہارے خیال میں کوئی جاہل ہے، کم پڑھا لکھا ہے اس سے ملے، لیکن یہ دیکھو کہ بات کیا ہے۔ اگر حکمت ہے تو اس کو اپنا لو کیونکہ تم اس کے حقدار ہو۔ اسے تکبر سے رَدّ نہ کرو یا یہ نہ سمجھو کہ جو کچھ مجھے پتہ ہے وہی سب کچھ ہے۔ بلکہ غور کرتے ہوئے اسے اختیار کرو۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ مؤرخہ 14 دسمبر 2007)

مندرجہ بالا حدیث اور اقتباس کے مطابق ہم نے مندرجہ بالا دو پہلوؤں سے بہت کچھ سیکھا اور ان امور کو جماعتی پروگراموں میں بھی اپلائی کرنے کی کوشش کی جائے گی اور بہتر ہوگا کہ جلسہ ہائے سالانہ پر سیکورٹی اور حفاظتی نظام کو کسی طرح بھی کمپرومائز نہیں ہونا چاہئے۔ اور کسی بھی غیر متعلقہ فرد کو خواہ ڈیوٹی پر مامور افراد انہیں ذاتی حیثیت میں جانتے بھی ہوں انہیں صرف ذاتی تعلقات کی بناء پر بغیر اجازت آگے نہیں آنے دینا چاہئے اور سیکورٹی رولز کو سختی سے اپلائی کرنا چاہئے۔ اسی طرح کسی فرد کو ذاتی تعلق اور پہچان کی بناء پر کوئی فائدہ نہیں اٹھانا چاہئے بلکہ سیکورٹی کے قواعد و ضوابط کو سختی سے فالو کرنا چاہئے تا کہ تمام امور نہایت نظم و ضبط کے ساتھ آگے بڑھیں اور کسی قسم کی سیکورٹی کمپرومائز نہ ہو۔ گھٹنہ کو اچھی طرح باندھنا چاہئے اور پھر خدا تعالیٰ کی ذات پر توکل کرنا چاہئے اور یقینا خدا تعالیٰ سے بہتر کوئی محافظ نہیں اور اسی پر ہمارا ایمان و یقین ہے۔ اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ حَفِیْظٌ۔

ذاتی تجربہ

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے گزشتہ ایک دہائی سے زائد مغربی معاشرہ میں تبلیغ کی توفیق کی سعادت مل رہی ہے۔ اس لئے مغربی معاشرہ اور عیسائیت کو مشاہدہ کرنا کا موقع ملا ہے۔ خاکسار تحدیث نعمت کے طور پر اور ذاتی تجربہ کی بناء پر علیٰ وجہ البصیرت یہ بیان کرنا چاہتا ہے اسلام بہترین مذہب ہے۔ اسلام ایک جاودانی مذہب۔ اسلام زندگی گزارنے کا مکمل ضابطہ حیات پیش کرتا ہے۔ اسلام زندگی کے ہر موقع، ہر موڑ، ہر دور اور ہر عمر کے لحاظ سے راہنمائی فرماتا ہے۔

اسلام ہی اصل دین ہے

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کے نزدیک حقیقی دین اسلام ہی ہے۔ (اٰل عمران: 20)

آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر میں نے اپنی نعمت تمام کر دی ہے اور میں نے اسلام کو تمہارے لئے دین کے طور پر پسند کر لیا ہے۔ (المائدہ:4)

پس جسے اللہ چاہے کہ اُسے ہدایت دے اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے۔ (الانعام:126)

سچا مذہب صرف اسلام ہے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ اے تمام وہ لوگو جو زمین پر رہتے ہو! اور اے تمام وہ انسانی روحو جو مشرق اور مغرب میں آباد ہو! میں پورے زور کے ساتھ آپ کو اس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے اور سچا خدا بھی وہی ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے۔ اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہے۔

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 141)

آپؑ مزید فرماتے ہیں۔ میں صرف اسلام کو سچا مذہب سمجھتا ہوں اور دوسرے مذاہب کو باطل اور سراسر دروغ کا پتلا خیال کرتا ہوں اور میں دیکھتا ہوں کہ اسلام کے ماننے سے نور کے چشمے میرے اندر بہہ رہے ہیں اور محض محبت رسول اللہ ﷺ کی وجہ سے وہ اعلیٰ مرتبہ مکالمہ الٰہیہ اور اجابت دعاؤں کا مجھے حاصل ہوا ہے جو کہ بجز سچے نبی کے پیرو کے اور کسی کو حاصل نہیں ہو سکے گا۔۔۔ اور مجھے دکھلایا اور بتلایا گیا اور سمجھایا گیا ہے کہ دنیا میں فقط اسلام ہی حق ہے اور میرے پر ظاہر کیا گیا کہ یہ سب کچھ بہ برکت پیروی حضرت خاتم الانبیاء ﷺ تجھ کو ملا ہے اور جو کچھ ملا ہے اس کی نظیر دوسرے مذاہب میں نہیں کیونکہ وہ باطل پر ہیں۔

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 275-276)

قرآن شریف کو دستور العمل بناؤ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ خدا اس شخص سے پیار کرتا ہے جو اس کی کتاب قرآن شریف کو اپنا دستور العمل قرار دیتا ہے اور اس کے رسول حضرت محمد ﷺ کو درحقیقت خاتم الانبیاء سمجھتا ہے اور اس کے فیض کا اپنے تئیں محتاج جانتا ہے پس ایسا شخص خدا تعالیٰ کی جناب میں پیارا ہوجاتا ہے۔

(روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 340)

اِسلام سے نہ بھاگو راہِ ہدیٰ یہی ہے
اَے سونے والو جاگو! شمس الضّحیٰ یہی ہے
مجھ کو قسم خدا کی جس نے ہمیں بنایا
اَب آسماں کے نیچے دینِ خدا یہی ہے
دنیا کی سب دُکانیں ہیں ہم نے دیکھی بھالیں
آخر ہوا یہ ثابت دَارُالشّفاء یہی ہے
سب خشک ہو گئے ہیں جتنے تھے باغ پہلے
ہر طرف مَیں نے دیکھا بُستاں ہرا یہی ہے

ایڈیٹر کے نام خطوط

• مکرم شیخ ریاض محمود۔ کینیڈا سے لکھتے ہیں۔

ماشاءاللہ! الفضل کے باقاعدہ شمارہ ملنے سے لگتا ہے میں ابھی پاکستان میں ہی ہوں جو دلی تسکین کا باعث ہے۔

خاکسار ایک تجویز دینا چاہتا ہے کہ اخبار کے اندرونی صفحات پر کچھ حصہ بچوں اور مستورات کے لئے مختص ہو جائے جس میں دلچسپ انداز میں چھوٹے چھوٹے مختصر مضامین دے دیئے جائیں۔ اس کے لئے رائے ہے کہ حضرت اماں جانؓ، حضرت نواب مبارکہ بیگمؓ، حضرت چھوٹی آپا و دیگر بزرگوں کے تربیتی واقعات کی صورت میں مضامین ہوں، ہاں آغاز حضرت عائشہ صدیقہؓ سے کیا جا سکتا ہے۔ اس طرح آپ کو بہت اچھا مواد میسر آجائے گا۔ دلچسپی میں اضافہ کا بھی باعث ہوگا اور تربیت کا ذریعہ بھی۔ اللہ تعالیٰ الفضل کو اس شاندار قلمی جہاد میں شاندار کامیابیاں عطا فرمائے، آمین۔

نوٹ از ایڈیٹر: تجویز بہت اچھی ہے۔ اس پر ممبرات لجنہ کو سامنے آنا چاہئے اور تربیت اور اصلاح پر چھوٹے چھوٹے آرٹیکلز ''لجنہ کارنر'' کے تحت بھجوائیں۔ خاکسار نے گو مسز امۃ السلام صدر لجنہ کینیڈا سے اس حوالہ سے تعاون کی درخواست کی ہے۔ تاہم اس تعلق میں دعوت عام ہے۔ نیز احمدی بچیوں (ناصرات) کی تعلیم و تربیت کے لئے ''ناصرات کارنر'' کے تحت الگ سے معلوماتی و تربیتی مضامین کا انتظار رہے گا۔

• مکرمہ امۃ القیوم انجم۔ کیلگری کینیڈا سے لکھتی ہیں۔

الفضل مورخہ 26 اپریل 2022ء کے شمارے میں آپ نے مادی عطر اور روحانی خوشبو کو اچھوتے اور دلکش انداز میں پیش کر کے سوچ کے نئے زاویے کھول دیئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج باغ احمدؑ کے پانچویں خلیفہ اور روحانی باغبان کی قیادت میں جماعت احمدیہ کا حسین چمن پوری آب و تاب کے ساتھ لہلہا رہا ہے، ماشاءاللہ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز MTA کے ذریعے ہر جمعہ کے روز اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ کا تحفہ دیتے ہیں۔ جس کے جواب میں شش جہات سے خلوص و محبت میں ڈوبی ہوئی وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ کی سلامتی کی صدائیں دنیا کے ہر خطے کی فضاؤں کو امن و سلامتی کے پیغام سے معطر کر دیتی ہیں۔ خدا کرے کہ اس باغ میں کھلنے والا ہر پھول قرآنی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے اپنی مہک سے گلستاں کی رونق بنا رہے اور یہ سلسلہ تاقیامت جاری رہے، آمین۔

• مکرم اے آر بھٹی لکھتے ہیں۔

روزنامہ الفضل آن لائن زیر نظر ہے اور اس میں دوسرے مضامین کے علاوہ عید کے بارہ سیر حاصل معلومات دستیاب ہے۔ خاکسار اس پر آپ سب کا شکریہ ادا کرتا ہے۔ میں الفضل کے حوالے سے صرف اتنا کہوں گا کہ تمام مضامین بہت عمدہ اور معلوماتی ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ اور رسول کریمؐ کے ارشادات ہمارے لئے بہترین رہنما ہیں۔ حضرت سلطان القلمؑ اور پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات ہمارے لئے بہترین مشعل راہ ہیں۔ خدا تعالیٰ آپ سب کی کاوشوں میں برکت ڈالے اور انہیں کامیاب کرے، آمین۔ عید کے حوالے سے چند اشعار پیش خدمت ہیں۔

میرے مسرور کو میری طرف سے عید مبارک جا کہنا
خدا کی تائید رہے ہمیشہ میرے پیارے سے جا کہنا
بھٹی تو ناچیز ہے مگر ان سے کرتا ہے محبت
چاند ستارے ہیں گواہ میرے حضور کو جا کہنا

• مکرمہ خالدہ نزہت۔ آسٹریلیا سے لکھتی ہیں۔

رمضان المبارک کے بابرکت مہینے میں بہت اچھے اچھے مضامین پڑھنے کو ملے۔ ماشاءاللہ! رمضان المبارک کے حوالے سے چھپنے والی تمام نظمیں بھی بہت عمدہ تھیں۔ اور آپ کے اداریے کے بارے میں تو کیا کہیں، ہر روز کا اداریہ پہلے سے خوب تر ہوتا ہے۔ سادہ اور آسان پیرائے میں بیان کی جانے والی باتیں دل کو چھو جاتی ہیں، اس کے ساتھ ساتھ عید الفطر کے بارے میں بھی مضامین بھی عمدہ تھے۔ نیا مضمون ''دعا ربوبیت اور عبودیت'' بہت پسند آیا۔ غرض الفضل کے روحانی مائدہ کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔ ہم سب آپ کی ٹیم کے بہت شکرگزار ہیں اللہ تعالیٰ آپ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے، آمین۔

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت ...... از صفحہ 1

انسان کوئی مزیدار چیز کھاتا ہے تو پھر دوبارہ کھانے کی بھی خواہش ہوتی ہے۔ تو قرآن کریم کو جو اس طرح پڑھے گا کہ اس کو سمجھ آ رہی ہوگی اس کو سمجھنے سے ایک قسم کا مزا بھی آ رہا ہوگا اور جب اس پر عمل کر رہا ہوگا تو اس کی خوشبو بھی ہر طرف پھیلا رہا ہوگا۔ اس کے احکام کی خوبصورتی ہر ایک کو ایسے شخص میں نظر آ رہی ہوگی۔

پس ایسے لوگ ہی ہوتے ہیں جو تقویٰ میں ترقی کرنے والے اور راہ ہدایت پانے والے ہوتے ہیں۔ ان کے گھر کے ماحول بھی جنت نظیر ہوتے ہیں۔ ان کے باہر کے ماحول بھی پرسکون ہوتے ہیں۔ وہ بیوی بچوں کے حقوق بھی ادا کر رہے ہوتے ہیں۔ وہ ماں باپ کے حقوق بھی ادا کر رہے ہوتے ہیں۔ وہ صلہ رحمی کے بھی اعلیٰ معیار قائم کر رہے ہوتے ہیں۔ وہ ہمسایوں کے بھی حقوق ادا کر رہے ہوتے ہیں۔ وہ اپنے دنیاوی کاموں کے بھی حق ادا کر رہے ہوتے ہیں اور وہ جماعتی خدمات کو بھی ایک انعام سمجھ کر اس کی ادائیگی میں اپنے اوقات صرف کر رہے ہوتے ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے، رحمان کے بندے ہوتے ہیں۔ ان کے بچے بھی ایسے باپوں کو ماڈل سمجھ رہے ہوتے ہیں اور ان کی بیویاں بھی ان سے خوش ہوتی ہیں اور پھر ایسی بیویاں ایسے خاوندوں کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرتی ہیں، اپنے عملوں کو بھی ان کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرتی ہیں اور اس طرح ایسے لوگ بغیر کچھ کہے بھی خاموشی سے ہی ایک اچھے راعی، ایک اچھے نگران کا نمونہ بھی قائم کر رہے ہوتے ہیں۔ ان کا ہمسایہ بھی ان کی تعریف کے گیت گا رہا ہوتا ہے اور ان کا ماحول اور معاشرہ بھی ایسے لوگوں کی خوبیاں گنوا رہا ہوتا ہے۔ ان کا افسر بھی ایسے شخص کی فرض شناسی کے قصے سنا رہا ہوتا ہے اور اس کا ماتحت بھی ایسے اعلیٰ اخلاق کے افسر کے گن گا رہا ہوتا ہے اور اس کے لئے قربانی دینے کے لئے بھی تیار ہوتا ہے۔ اور اس کے دوست اور ساتھی بھی اس کی دوستی میں فخر محسوس کر رہے ہوتے ہیں۔ یہ خوبیاں ہیں جو قرآن پڑھ کر اس پر عمل کر کے ایک مومن حاصل کر سکتا ہے۔ بلکہ اور بھی بہت ساری خوبیاں ہیں۔ یہاں تو میں ساری گنوا نہیں سکتا۔ تو جس کو یہ سب کچھ مل جائے وہ کس طرح سوچ سکتا ہے کہ وہ قرآن کریم پڑھ کر اس پر عمل نہ کرے جب عمل کرنے کے بعد یہ سب کچھ حاصل ہو رہا ہے۔ اور پھر جو دوسری مثال اس میں دی کہ جو اتنی نیکی رکھتا ہے گو وہ باقاعدہ گھر میں تلاوت تو نہیں کر رہا ہوتا، ترجمہ پڑھنے والا تو نہیں ہے، اس پر غور کرنے والا تو نہیں ہے لیکن جب بھی جمعہ پر آتا ہے، درسوں پر آتا ہے، نیک لوگوں کی صحبت میں بیٹھتا ہے، وہاں قرآن کریم کی کوئی ہدایت کی بات سن لیتا ہے تو پھر اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ تو وہ اس کا مزا تو نہیں لیتا جو قرآن کریم کو پڑھنے، سمجھنے اور غور کرنے سے حاصل ہو سکتا ہے لیکن اپنے اندر تبدیلیاں پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے تو اس سے بھی وہ کچھ نہ کچھ حصہ لے رہا ہوتا ہے۔

اس مثال میں جس طرح بیان کیا گیا ایسے لوگ ہیں جو دنیا کے دکھاوے کے لئے قرآن کریم پڑھتے ہیں تو قرآن کریم کی خوشبو اس کو پڑھنے کی وجہ سے ماحول میں قائم ہوگی۔ کوئی نیک فطرت اس سے فائدہ اٹھالے گا۔ لیکن وہ شخص جو دکھاوے کی خاطر یہ سب کچھ کر رہا ہے اس شخص کو اس کا پڑھنا کوئی مٹھاس، کوئی خوشبو میسر نہیں کر سکتی۔ کوئی فائدہ اس کو نہیں پہنچے گا۔ اور پھر وہ شخص جو نہ قرآن پڑھتا ہے اور نہ اس پر عمل کرتا ہے، اس میں تو فرمایا کہ ایسی منافقت بھر گئی ہے کہ جس میں نہ خوشبو ہے اور نہ مزا ہے۔ نہ وہ خود فیض پا سکتا ہے اور نہ ہی کوئی دوسرا اس سے فیض پا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو ایسا بننے سے محفوظ رکھے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 24 ستمبر 2004ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

آج کی دعا

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنۡیَا حَسَنَۃً وَّفِی الۡاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (البقرہ:202)

ترجمہ: اے ہمارے ربّ! ہمیں دنیا میں بھی حَسَنہ عطا کر اور آخرت میں بھی حَسَنہ عطا کر اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

یہ قرآن مجید کی بہت پیاری دعا ہے جس میں دنیا و آخرت کی حسنات کے عطا کئے جانے اور آگ کے عذاب سے بچائے جانے کے لئے خدا تعالیٰ کے حضور التجا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مسلمان کی عیادت فرمائی جو بیماری کے باعث کمزور ہوتے ہوئے بہت دبلا پتلا ہو گیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مخاطب کرکے فرمایا کیا تم کوئی خاص دعا کرتے ہو اس نے جواب دیا ہاں۔ پھر اس نے بتایا کہ مَیں یہ دعا کرتا ہوں کہ اے اللہ! جو سزا تو مجھے آخرت میں دینے والا ہے وہ مجھے اس دنیا میں دے دے۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سُبۡحَانَ اللّٰہِ! تم اس کی طاقت نہیں رکھتے کہ خدا کی سزا اس دنیا میں حاصل کرو۔ تم یہ دعا کیوں نہیں کرتے کہ

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنۡیَا حَسَنَۃً وَّفِی الۡاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

کہ اے اللہ! تو ہمیں اس دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔ راوی کہتے ہیں کہ جب اس بیمار نے یہ دعا کی تو اللہ کے فضل سے شفایاب ہو گئے۔

(مسلم کتاب الذکر والدعاء، باب کراھۃ الدعاء بتعجیل العقوبۃ فی الدنیا، حدیث:6835)

ہمارے بہت پیارے آقا سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ 29 ستمبر 2006ء میں بھی جماعت کو اس دعا کی تحریک فرمائی ہے۔ اس دعا کی وضاحت کرتے ہوئے پیارے آقا فرماتے ہیں

اس دنیا میں بھی جو انسان کے ساتھ متفرق قسم کے مسائل لگے ہوئے ہیں بعض دفعہ وہ دل کو بے چین کر دیتے ہیں۔ جب انسان ان مسائل میں الجھا ہوتا ہے، بعض لوگ یوں سمجھتے ہیں کہ اس آگ میں جل رہے ہیں۔ لوگ بڑے پریشانی کے خطوط بھی لکھتے ہیں۔ پس یہ دعا اگر صحیح معنوں میں کی جائے گی تو شرک سے بچاتے ہوئے آخرت کے عذاب سے بھی بچا رہی ہوگی۔ کیونکہ جب دعا کرنے والا خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کے آگے جھک رہا ہو گا اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے کی دعا مانگتے ہوئے اس دنیا کی پریشانیوں کی آگ سے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کر رہا ہو گا تو اللہ تعالیٰ پھر فضل فرماتا ہے۔ پس یہ بڑی جامع دعا ہے اور جس طرح پہلی دعا جو مَیں نے شروع میں پڑھی تھی۔ جس کے متعلق مَیں نے کہا تھا کہ درود شریف کے ساتھ عموماً وہی دعا لکھی ہوتی ہے۔ دعائیں اور بھی پڑھی جا سکتی ہیں۔ لیکن پہلی دعا کی طرح یہ دعا بھی نماز میں پڑھی جاتی ہے اور عام طور پر یہ دونوں دعائیں ہی جماعت کی کتابوں میں لکھی ہوئی ہیں جو مَیں نے شروع میں اور آخر پر پڑھیں۔ اس لئے احمدی اس کو زیادہ پڑھتے ہیں۔ اس لئے ہر قسم کی آگ سے بچنے کے لئے اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بننے کے لئے عبادت بڑی ضروری ہے جس کی شکل اللہ تعالیٰ نے ہمیں پہلی دُعا میں قیام نماز بتائی۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 29 ستمبر 2006ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 20 اکتوبر 2006ء صفحہ 8)

مرسلہ: مریم رحمٰن

بقیہ: الفضل آن لائن کی تیاری مراحل...... از صفحہ 4

بعض تحریروں میں وقت کی آواز حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ارشاد شامل کروا کر روحانی بگھار لگوایا جاتا ہے۔ اس کے مقابل پر تیز آنچ پر تیار ہونے والے یعنی ایمرجنسی نوعیت کے مضامین کو ہماری ٹیم ہی مکمل کر دیتی ہے۔

اس سارے Process سے گزر کر اندازاً صرف ایک شمارہ کی تیاری میں کم از کم 20 سے 25 دن لگ رہے ہوتے ہیں۔ اور ہماری ٹیم کے ہر ممبر کے Gadgets پر بیک وقت تین سے چار بلکہ بعض اوقات اس سے بھی زیادہ شماروں پر کام ہو رہا ہوتا ہے۔ اس سارے Process کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک مضمون اگر تیز آنچ پر بھی تیار کیا جائے تو روحانی مائدہ کو ٹرے کی زینت بننے کے لئے کم از کم 10-12 دن لگ جاتے ہیں۔

خاکسار نے اس سے قبل بھی بے شمار آرٹیکلز میں ان امور کی طرف توجہ دلائی ہے۔ ایک اداریہ میں الفضل کیسے تیار ہوتا ہے اور دوسرے میں مالی کا کام بھر بھر مشکیں ڈالنا ہوتا ہے، پھل پھول لگانا مالک کا کام ہے، ان میں بھی مذکورہ بالا امور کی تفصیل بتائی جا چکی ہے لیکن چونکہ قارئین کی تعداد میں بڑی تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ اس لئے ایک بار پھر ایک اور انداز سے قارئین کو مخاطب کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اس اداریہ میں قدرے تفصیل کے ساتھ اور بعض نئی باتیں بتائی گئی ہیں تا کہ ہمارے معزز قارئین کی معلومات میں اضافہ ہو جائے۔

چند امور کی طرف توجہ

اس موقع پر خاکسار مضمون لکھنے والے حضرات سے درج ذیل امور کو مدنظر رکھنے کی از سر نو درخواست کرتا ہے۔

1. مائیکرو سافٹ ورڈ میں کمپوزنگ کرنے یا کروانے کے بعد پروف اور Punctuation کی علامات دیکھ کر تسلی کر لیا کریں۔
2. مضمون کی کمپوزنگ کے بعد ہمارے اکثر مصنفین کو پڑھنے کی عادت نہیں ہوتی، اپنی تحریر کو لکھنے کے بعد ضرور پڑھ لینا چاہیے۔ تا کہ غلطیاں درست ہوں اور آپ کی تحریر الفضل کے معیار پر پوری اترے۔
3. تحریر کو الفضل کے صفحے اور کالموں کی پیمائش کے مطابق اسٹائل شیٹ میں سیٹ کر کے بھجوانے کی کوشش کریں۔ اس کا ایک فائدہ تو یہ ہو گا کہ آپ کو اپنے مضمون کی ضخامت کا پتہ چل جائے گا اور دوسرا ہمیں شائع کرنے میں آسانی ہو گی۔
4. آپ کی طرف سے ارسال کردہ تحریر طویل نہ ہو۔ مختصر تحریر اخبار میں جلد جگہ بنا لیتی ہے۔
5. فگرز اور اعداد و شمار انگریزی میں درج کریں اور عنوان کے نیچے لائن نہ لگائیں۔
6. تصاویر بھجواتے وقت ان کے Pixel دیکھ لیا کریں۔ یعنی ان کی کوالٹی چھپنے کے قابل ہو۔
7. اپنی تحریر صرف اور صرف آفیشل اکاؤنٹس پر بھجوائیں۔ جو ادارہ کی طرف سے ای میل ایڈریس اور فون نمبرز وغیرہ دیئے جاتے ہیں ان پر ہی ارسال کریں۔ جو یہ ہیں۔
8. info@alfazlonline.org
9. واٹس ایپ نمبر

+44 79 5161 4020

یہ تمام مائدہ پیارے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی مکمل رہنمائی اور دعاؤں کے ساتھ پایہ تکمیل تک پہنچ رہا ہوتا ہے۔ حضور سے اور آپ تمام قارئین سے روزنامہ الفضل آن لائن کا روحانی مائدہ تیار کرنے والی یوکے انتظامیہ اور جو ہمارے رضا کار خدمت کرنے والے دنیا بھر میں پھیلے ہیں اور نمائندگان کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کی کاوشوں کو ادارہ روزنامہ الفضل کے لئے ممد و معاون بنائے اور ہم سب مل کر جماعت احمدیہ کے اس ترجمان اخبار کو خلافت احمدیہ کی آواز اور اس کا دست و بازو بنانے والے ہوں۔ آمین

(ابوسعید)

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

رپورٹ: بشارت احمد شاہد۔ نمائندہ روزنامہ الفضل آن لائن لٹویا

لٹویا میں جلسہ یوم مصلح موعودؓ

اللہ تعالیٰ کے خاص فضل وکرم سے جماعت احمدیہ لٹویا کو 20 فروری 2022ء کو لٹویا کے دارالحکومت ریگا (Riga) میں واقع مشن ہاؤس میں جلسہ یوم مصلح موعود منعقد کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ جلسہ صبح 10 بجے خاکسار (بشارت احمد شاہد مبلغ سلسلہ ونیشنل صدر جماعت لٹویا) کی زیر صدارت شروع ہوا۔

مکرم توقیر احمد صاحب نیشنل سیکرٹری تعلیم جماعت لٹویا نے تلاوت قرآن کریم اور اس کا اُردو ترجمہ پیش کیا۔ اس کے بعد مکرم خاقان احمد صائم صاحب نیشنل سیکرٹری تبلیغ جماعت لٹویا نے نظم ''اے فضل عمر تیرے اوصاف کریمانہ'' کے چند اشعار خوش الحانی سے پڑھ کرسنائے۔ اس کے بعد ایک حدیث نبوی ﷺ پیش کی گئی۔ بعدہٗ مکرم عطاء الصبور خان صاحب جنرل سیکرٹری جماعت لٹویا نے پیشگوئی مصلح موعود کے الفاظ پڑھ کرسنائے۔ اس کے بعد 4 تقاریر پیش کی گئیں۔

پہلی تقریر مکرم محسن سلطان صاحب نے کی۔ آپ کی تقریر کا عنوان تھا ''پیشگوئی مصلح موعود کی جزئیات''۔ اس کے بعد ''حضرت مصلح موعودؓ کی قبولیّت دعا کے واقعات'' کے موضوع پر مکرم فضل عمر شاہد صاحب نیشنل سیکرٹری مال جماعت لٹویا نے تقریر کی۔ آج کے اجلاس کی تیسری تقریر مکرم مرغوب احمد صاحب نیشنل سیکرٹری وصایا جماعت لٹویا کی تھی جس کا موضوع تھا ''حضرت مصلح موعودؓ کے مبارک دور میں خلافت حقّہ اسلامیہ کا استحکام''۔ آج کے اجلاس کی اختتامی تقریر خاکسار کی تھی۔ جس میں خاکسار نے حاضرین سے عرض کیا کہ اگر مخالفین احمدیت ذرا انصاف سے کام لیں اور غور کریں تو پیشگوئی مصلح موعود ایک ایسی عظیم الشّان پیشگوئی ہے جو ایک طرف تو خدا تعالیٰ کی ہستی کا زندہ جاوید ثبوت ہے تو دوسری طرف اصدق الصادقین حضرت محمد مصطفٰی ﷺ کی صداقت پر بھی مہر تصدیق ثبت کرتی ہے۔ اور پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السّلام اور احمدیت کی سچائی کا ایک بہت بڑا نشان ہے۔ اسی ایک پیشگوئی پر غور کرکے وہ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی سچائی کے قائل ہوسکتے ہیں۔

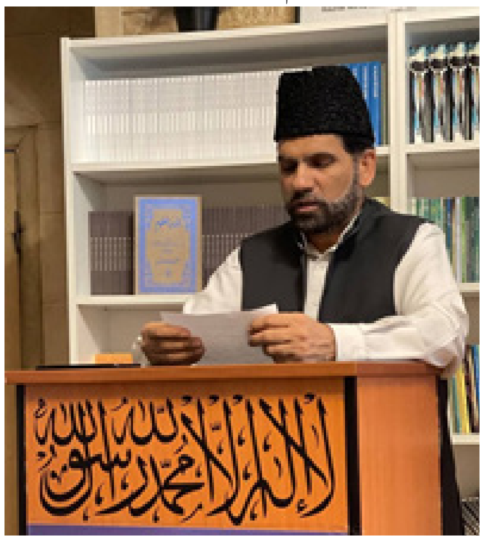

دعا کے ساتھ تقریباً ایک گھنٹہ تک جاری رہنے والے اس مبارک جلسہ کا اختتام ہوا۔ جلسہ کے بعد تمام حاضرین کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ جماعت احمدیہ لٹویا کو بے شمار ترقیات سے نوازتا چلاجائے۔

درخواست دعا

مکرم فہیم احمد فاروق۔ کینیڈا سے لکھتے ہیں کہ

میرے کزن مکرم عاطر قریشی آف کیلیگری، کینیڈا ان دنوں کینسر کی وجہ سے بیمار ہیں۔ چند دنوں تک کیموشروع ہورہی ہے۔ قارئین الفضل سے موصوف کی کامل و عاجل شفاء کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

چھوٹی مگر سبق آموز بات

سادہ جائے نماز

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک روز اُون کے کپڑے پر نماز پڑھی جس میں نقش و نگار بنے ہوئے تھے۔ پھر فرمایا کہ اس کے نقش و نگار نے مجھے غافل کر دیا اسے لے جاکر ابو جہم کو واپس کردو اور اس کے بدلے سادی چادر مانگ لاؤ۔ (بخاری)

مرسلہ: ناصرہ احمد، کینیڈا

طلوع وغروب آفتاب

09 مئی 2022ء

	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	04:23	18:49
مدینہ منورہ	04:16	18:55
قادیان	04:05	19:14
ربوہ	03:45	18:54
اسلام آباد ٹلفورڈ	03:52	20:37

فقہی کارنر

بِسۡمِ اللّٰہِ کی رسم

ایک شخص نے بذریعہ تحریر (حضرت مسیح موعودؑ سے) عرض کی کہ ہمارے ہاں رسم ہے کہ جب بچے کو بِسۡمِ اللّٰہِ کرائی جاوے تو بچے کو تعلیم دینے والے مولوی کو ایک عدد تختی چاندی یا سونے کی اور قلم و دوات چاندی یا سونے کی دی جاتی ہے۔ اگرچہ میں غریب آدمی ہوں مگر چاہتا ہوں کہ یہ اشیاء اپنے بچے کی بِسۡمِ اللّٰہِ پر آپ کی خدمت میں ارسال کروں۔

حضرت نے جواب میں تحریر فرمایا: تختی اور قلم دوات سونے یا چاندی کی دینا یہ سب بدعتیں ہیں ان سے پرہیز کرنا چاہیئے اور باوجود غربت کے اور کم جائیداد ہونے کے اس قدر اسراف اختیار کرنا سخت گناہ ہے۔

(بدر 5 ستمبر 1907ء صفحہ 3)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)